

ماہ شوال کے روزے

عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ”من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال کان کصیام

الدھر“ (صحیح مسلم)

ترجمہ: ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ اس کے لئے سال بھر کے روزہ کی مانند ہوگا۔“

تشریح: ماہ رمضان اپنی تمام تر رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہے اور چند دنوں کے بعد پھر ہم سے رخصت ہو جائے گا، یہ حقیقت ہے، بہت سارے لوگ پلاننگ کرتے رہ گئے کہ اس مہمان کی ضیافت کریں گے، اس کی قیمتی ساعتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ روز کی پلاننگ اور ہر گل کی آمد کا انتظار نیز ان کی تمنائیں برائے تمنا ہی رہ گئیں اور کچھ نہ کر سکے، نہ اس سے مستفید ہو سکے، نہ ہی اپنا تزکیہ نفس ہی کیا۔ ایسے لوگوں کے لئے رمضان اور غیر رمضان سب برابر ہے، نہ ماہ رمضان آنے کا احساس اور نہ ہی اس کے رخصت ہونے پر ملال۔ بھلا وہ کیوں کر اس کو الوداع کہہ سکتا ہے۔ بس ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ اے اللہ! گناہوں نے ہمیں بے بس کر دیا ہے، عیوب نے گونگا بنا دیا ہے، معصیوں نے شرمندہ کر رکھا ہے، ہم تیری رحمت کے طلب گار اور بے پناہ وسعت و عنایتوں کے حوالے سے معافی چاہتے ہیں تو عفو و درگزر کا معاملہ کرنا ”قَالَ لَا تَثْرِبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ“ لیکن بہت سارے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اس ماہ کی مبارک ساعتوں سے خوب خوب فائدہ اٹھایا، صیام و قیام کے ساتھ ساتھ مال بھی خرچ کئے، بڑی لگن اور محنت کا مظاہرہ کیا، نیز کوئی بھی لحد فریاد و گزاشت نہیں ہونے دیا، ایسے تاک میں لگے رہے جیسے شکاری اپنے شکار کی ٹوہ میں۔ ایک مومن کے لئے ان سعادتوں کا حصول حقیقی توشہ ہے کیونکہ رب کی رضا و خوشنودی سے بڑھ کر کوئی بھی چیز ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ اے رب ذوالجلال! ہم سب کو سال کے بقیہ ایام میں بھی خیر کی توفیق دے، ہمیں صراطِ مستقیم پر گامزن رکھ، ہمیں رضا و خوشنودی عطا فرما، خیر کے کاموں میں ہماری مدد فرما اور اپنے فضل و کرم سے ہم سب کی عبادتوں کو قبول کرنا۔ تقویٰ کا جو درس حاصل کیا اسکو باقی رکھ۔ تہجد گزاری سے دلوں کو منور اور زندگی کی آخری سانس تک اپنی عبادتوں میں منہمک رکھ، ”وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ“ اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تمہیں موت آدبوپے۔ (سورہ حجر 99) ماہ رمضان کے رخصت ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ نیک اعمال کے دروازے بند ہو گئے بلکہ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ نے بے شمار دروازے کھول رکھے ہیں جس پر عمل پیرا ہو کے وہ اپنے آپ کو جنت کا مستحق ٹھہرا سکتا ہے۔

ماہ رمضان کے بعد شوال کے مہینے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا حدیث میں اس کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد شوال کے چھ روزے مکمل کئے تو اس کا یہ روزہ رکھنا پورے سال رکھنے کی مانند ہوگا۔“

پورے سال سے اس لئے تعبیر کیا گیا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”من صام سنة أيام بعد الفطر کان کتمام السنة، من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها“ یعنی جس شخص نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو یہ پورے سال کی طرح ہوں گے، جس نے ایک نیکی کی اس کے لئے دس گنا اجر ہوگا۔

ماہ رمضان کے روزے دس مہینے کے برابر ہو گئے اور شوال کے چھ روزے دو مہینے کے برابر ہو گئے۔ اس طرح پورے سال روزے رکھنے کا اجر و ثواب ملتا ہے۔ شوال کے ان چھ روزوں کو پورے یا الگ الگ رکھنے کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خاص ہدایت نہیں فرمائی۔ شوال کے مہینے میں یہ چھ روزے رکھے جاسکتے ہیں خواہ وہ پورے ہوں یا الگ الگ۔ ”فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ“ (سورہ یونس: ۵۸) یعنی لوگوں کو اللہ کے اس انعام سے خوش ہونا چاہئے، وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔

افراط و تفریط

میانہ روی اختیار کرنا ہر حال میں ضروری ہے اور افراط و تفریط سے بچنا ہر انسان کے لیے لازمی ہے۔ غلو و تقصیر ہر طرح کی خطاؤں کا پیش خیمہ ہے۔ البتہ سختی سے بچنے کے لیے نرمی کی ایسی شکل اختیار کرنا جو مداحنت، بزدلی اور مکمل خود سپردگی پر آمادہ کر دے اور ایک دوسری سخت مصیبت میں مبتلا کرنے بلکہ اپنے آپ کو اور گرد و پیش کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ اپنے آپ کو کمزور، ناتواں، بیکس اور عاجز و درماندہ باور ہونے سے بچانے کے نام پر خود کو طرم خان، سخت جان، متشدد اور کٹر ثابت کرنا بھی ایک ایسی تباہی کی راہ ہے کہ اس میں شکست و ریخت از حد ناگزیر ہے اور فطری طور پر بھی لا بدی ہے۔ دین کے معاملے میں بھی اور عام دنیاوی معاملات میں بھی۔ (ولسن یشاد الدین احد الاغلبہ) ”اور جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا“، یعنی کہ دین میں جس نے بھی غلو و تشدد کی راہ اپنائی اور سہل و میانہ روی اور اعتدال کی راہ چھوڑ کر پر تشدد اور سختی کی راہ اختیار کی وہ ایک نہ ایک دن مغلوب ضرور ہوگا۔ دنیاوی معاملات میں بھی اسی قانون فطرت کی کار فرمائی ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ ”ما كان الرفق في شئ الا زانه، ولا نزع من شئ الا شانہ“ اور ”خير الامور اوسطها“ (جس چیز میں نرمی ہوگی اس سے اس کی خوبصورتی میں اضافہ ہوگا۔ اور جس چیز سے نرمی چھین لی جائے تو وہ اسے عیب دار کر دیتی ہے۔) کا ذکر جمیل بھی بڑے بلیغ پیمانے پر آیا ہے۔ اور صحیح مسلم کی روایت میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت رفتی بھی بتائی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ رفتی نرمی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ اور رفتی نرمی اختیار کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے خزانہ خیر سے وہ چیز عطا کرتا ہے جو شدت اختیار کرنے کی وجہ سے اسے نہیں دیتا ہے: ان الله رفيق يحب الرفق ويعطي على الرفق ما لا يعطي على العنف (بے شک اللہ نرم ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر وہ دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا)

اور ایک دوسری روایت میں اس صفت رفتی سے محروم شخص کو ہر طرح کے خیر سے محروم قرار دیا گیا ہے، فرمایا: من يحرم الرفق يحرم الخير كله (جو نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ پوری کی پوری بھلائی سے محروم کر دیا گیا)

بذل و انفاق بے حد محمود افعال ہیں اور ہر حال میں مرغوب و مطلوب اور مفید ہیں۔ لیکن اگر وہ بھی حد اعتدال سے گزرنے لگیں تو وہ بھی سخت معیوب اور مذموم ہو جاتے ہیں۔ ”يَسِيْ اَذَمُّ خُدُوًا وَ اَزْبَنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَ كَلُوا وَ اشْرَبُوا وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ“ (الاعراف: 31)

اصغر علی امام مہدی سلفی

عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

۲	درس حدیث
۳	اداریہ
۶	ماہ رمضان کے فضائل و خصائل
۹	رمضان المبارک کے امتیازات
۱۲	انیسواں کل ہند مسابقتی حفظ و تجوید و تفسیر قرآن کریم
۱۶	تلاوت کے چند آداب
۲۰	نماز تراویح کی فضیلت و اہمیت
۲۳	شب قدر کے خصائص و امتیازات
۲۶	اشتہار اہل حدیث منزل
۲۷	امتحان کی تیاری کے وقت ذہنی تناؤ اور اس کا حل
۲۹	مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز
۳۰	جماعتی خبریں
۳۱	اعلان داخلہ المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ
۳۲	محسنین اور مخلصین سے مؤدبانہ اپیل

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

۱۵۰ روپے	سالانہ
۷ روپے	فی شمارہ
۵۰۰ روپے	پاکستان

بلا دعر بیہ و دیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ: www.ahlehadees.org

ترجمان ای میل: jaridahtarjuman@gmail.com

جمعیت ای میل: jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

لیے عورت کو تعلیم سے آراستہ کرنا فرض ہے۔ بلکہ ایک عورت کی تعلیم کو پوری قوم اور خاندان کی تعلیم یافتہ ہونا باور کرایا گیا۔

الام مدرسة اذا اعددتھنہا

اعددت شعبا طيب الا عراق

اس طرح کے اشعار و آیات اور اقوال و مقولات کو نص قطعی اور فرمان الہی کی طرح حرز جان بنانے کا ذوق و شوق تو سمجھ میں آتا ہے مگر اسے اس نظامی، رسمی اور عصری تعلیم اور طریقہ کار کو جو ہم نے ایجاد کر رکھا ہے یا زمانہ کے رجحانات اور ان کے نظام سے مرعوب ہو کر یا ان کے خاص طرز تعلیم اور طریقہ درس و تدریس کو اپنا کر یا اس کا چربہ نکال کر اسلام اور مسلمان بیٹیوں کو مہذب و مثقف، تعلیم یافتہ اور تربیت سے آراستہ و پیراستہ قرار دینا اور اسی پر خاندانوں کو سنورنے، پروان چڑھنے اور بہترین نسل تیار ہونے کا اصل ذریعہ قرار دینا اور فلسفہ تراشنا ہماری ذہنی و فکری اور عملی انحطاط و منزل اور تقلیدی ذہنیت اور نا صحیحی و بلادت اور سفاقت کی بین دلیل ہے۔ اس موجودہ دینی و دنیاوی تعلیم کے صدقے میں جو نسل انسانی خصوصاً طالبات و معلمات تیار ہو رہی ہیں وہ اکثر ”کو اچلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھول گیا“ کی مصداق و مترادف ہے۔ ان کی گھریلو و سماجی تربیت سے جو قوت رکھتا، تمکنت، تربیت، سلیقہ و ادب اور فردانیت تھی اور ان کے اندر جو فرماں برداری تھی اور جو محنت و لگن، ذوق و شوق اور ایثار و قربانی تھی وہ تو اس موجودہ تعلیم سے نہ رہی اور نہ اسے برت و بچا سکیں۔ البتہ موجودہ دور کی تعلیمی سہولیات اور منفی رجحانات اور ان کے نقصانات سے ضرور متاثر ہوئیں۔

ہمارے ان ہر دورویے میں افراط و تفریط ہے۔ ذرا گہرائی سے خود اپنا جائزہ لیا جائے تو اس میں ایک تیسری قباحت، تقصیر اور غلو بھی نظر آئے گا۔ وہ یہ کہ کل تک لڑکیوں کی گھریلو فطری تعلیم و تربیت جو ہمارے گھروں میں رائج تھی اس سے ایک باوقار و سنجیدہ اور سلیقہ شعاری، بیٹی، بہن، بہو اور ماں پروان چڑھتی تھی اور وہ فطری چادر اوڑھے انتہائی لگن اور محنت سے سرشار اپنے بھائیوں، بہنوں اور سسرال والوں کی بے لوث خدمت انجام دیتی تھی اور گھر بار سنبھال کر اسے خوش اسلوبی سے چلانے کا انتہائی دانشمندانہ اور حکیمانہ طور پر اور پیار و محبت کے ماحول میں انجام دیتی تھی۔ اب ہمارے درمیان بہت سا تعلیمی نظام بلا تربیت کے ہی شروع کر دیا گیا ہے۔ ہاسٹلوں کا حال معلوم ہی ہے اور وہاں جس طرح کی زندگی ہے، بھانت بھانت کی بچیوں کے الگ الگ طور طریقے ہیں اور ان کی نشست و برخاست، آداب خورد و نوش اور وضع قطع حتی کہ فیشن، فخر و تکبر اور ناز و انداز ایسا ہے جو بسا اوقات اور بعض مواقع پر بعض بچیوں کو بعض مخصوص ماحول میں بھلا بھی لگتا ہو یا ان کے اس خاص ماحول میں زیب بھی دیتا ہو۔ اب اس کی خوگر اور عادت عام لڑکیوں کو تکبر میں مبتلا کر دے تو اس سے قبیح اور کیا بات ہوگی۔ بد قسمتی سے یہ بات کچھ زیادہ ہی بچیوں میں سرایت کر رہی ہے۔ گویا ہم نے ایک غلط روش اختیار کی، اس کو بہتر سمجھا اور اسی پر کار بند ہیں۔ اللہ

”اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔ بیشک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“ اور ”وَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تَبْذِرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبْذِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا“ اور ”رشتے داروں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو۔ اور اسراف اور بے جا خرچ سے بچو۔ بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکر ہے۔“ (بنی اسرائیل: 26-27) اسی طرح مال میں بخلت اور کجی بھی بے حد مذموم ہے۔ ”وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا“ (بنی اسرائیل: 29) ”اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ پھر ملامت کیا ہو اور ماندہ بیٹھ جائے“ آیات و احادیث اس سلسلہ میں کثرت سے وارد ہیں۔ ان سب کو ذہن و دماغ میں رکھنا اور ان سے تعلق اور رشتہ استوار رکھنا بھی ایک مفید تر بات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما عاى من اقتصد (احمد) میانہ روی اختیار کرنے والا فقر و فاقہ کا شکار نہیں ہوگا۔ نیز فرمایا: الاقتصاد فى النفقة نصف المعيشة (بیہقی) خرچے میں میانہ روی اختیار کرنے سے آدھا معاشی مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

آج امت مسلمہ کی یہ حالت زار کیوں ہے۔ ان افراط و تفریط کو بڑے عنصر اور عوامل کے طور پر پائیں گے۔ سیاسی معاملات سے لے کر اقتصادی امور اور عام میلانات و رجحانات میں اس کی کار فرمائی عام سی بات ہے۔ جھکاؤ اور بدلاؤ کی ایسی روش کہ ثواب و حقائق کو بھی متزلزل کر دے اور بے ایمانی میں مبتلا کر دے آج کا مسلمان عام طور پر کرنے لگا ہے اور متغیرات اور ہر لمحے زوال پذیر چیزوں کو ایڑی چوٹی کا زور صرف کر کے ثوابت اور عقیدہ و ایمان کی طرح ثابت و مستحکم ماننا بھی ایک عام سی مصیبت ہے۔ تم ذرا آنکھ پسا کر دیکھو اور غور کرو تو اسی کی کار فرمائی نظر آئے گی۔ موجودہ حالات میں کئی مثالیں ہماری اس کیفیت و حرکت پر شاہد عدل ہیں۔ ہم نے بچیوں کی تعلیم کو ایک زمانہ تک شجر ممنوعہ سمجھ کر ہر طرح کی تعلیم سے ان کو مستثنیٰ ہی نہیں قرار دیا بلکہ اسے ان کی طہارت و تقدس اور عفت کی حفاظت کا اساس قرار دیا۔ یا اسے غلط گردان کر ان کی ذلت، بے حیائی، بے راہ روی اور ناکامی کا ذریعہ اور اصل وجہ قرار دینے سے دریغ نہیں کیا۔

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی قوم نے ڈھونڈ لی فلاح کی راہ یہ زبان زد عام و خواص بات تھی۔ اب جب کہ ہم نے ان کے لیے تعلیم کو ایسا فرض قرار دیا اور اس کے لیے اتنے فلسفے تراشے، اتنے فارمولے ایجاد کئے، اتنے دلائل کے انبار لگائے اور اسے اتنا اساسی و بنیادی عمل قرار دیا کہ گویا وہ اگر خاص رسمی اور عصری تعلیم حاصل نہ کر سکیں تو پوری قوم، ساری نسل انسانی اور خصوصاً مسلمان معرض خطر میں پڑ جائیں گے۔ کہا گیا کہ نئی نسل کو تعلیم اور تربیت سے مزین کرنے کے

کرتے ہیں اور اسراف کی حد تک اس میں غلو کرتے ہیں جبکہ بہت سے لوگ نان شبینہ کو ترستے ہیں اور افطار کرنے اور بھوک مٹانے کی بھی سکت نہیں رکھتے یہ ہمارے معاشرے کا بہت بڑا المیہ ہے۔ جہاں یہ قرآن کریم اور اس کی تلاوت اور اس میں تذکرہ اور اس پر عمل کا مہینہ بنایا گیا وہیں لوگ ایک طرف غلو و افراط کرتے ہوئے ایک ہی رات میں شبینہ کے نام پر نماز تراویح قرآن ختم کرنے کا عجیب مظاہرہ کرتے ہیں اور پھر تفریط کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ اس کے بعد خود کو تلاوت قرآن اور مسجدوں سے محروم کر لیتے ہیں افراط و تفریط کی ایک اور کیفیت اس ماہ مبارک میں یہ بھی مشاہدے میں آتی رہتی ہے کہ شروع کی چند راتوں میں مسجدوں حتیٰ کہ سڑکوں پر بھی مصلیان کے ہجوم سے جگہ نہیں ملتی لیکن چند ہی دنوں بعد پھر مسجدیں مرثیہ خواہ ہو جاتی ہیں کہ اب وہ نمازی نہ رہے جس سے کہ اس کا پیٹ بھی بھر سکے۔ تلاوت قرآن کریم کے بھی عجیب و غریب شکلیں دیکھنے اور سننے کو ملتی ہیں کہ خود پڑھنے والا کیا پڑھ رہا ہے اور سننے والے بھی بہر حال کچھ سمجھنے اور سننے سے قاصر ہوتے ہیں اور اختتام آیات پر یہ علمون و تعلمون جیسی آواز کافی غور و خوض کے بعد سننے اور سمجھنے میں آجاتی ہیں۔ اس مبارک مہینہ میں اس طرح کے اور بھی بہت سے افراط و تفریط پر مبنی معاملات اور حالات مسلم معاشرہ میں دکھائی دیتے ہیں جو بہت ہی افسوسناک اور تکلیف دہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مہینہ کے ذریعہ آزماتا ہے کہ کون بندہ اس کے بتائے گئے احکام کی پاسداری کرتا ہے اور کون ہے جو ان قیمتی ایام کو غفلت اور کوتاہی میں گنوا دیتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم رمضان کی برکتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں لایعنی کاموں، فضول خرچی اور نمائش سے بچیں اور اس مہینے کے سلسلے میں جو فضائل بیان کئے گئے ہیں ان کے مطابق قرآن کی تلاوت، نوافل کا اہتمام، مسنون ذکر و اذکار، قیام اللیل، افطار و سحر، اعتکاف، شب قدر اور دیگر عبادتوں کو انجام دیں۔ روزہ ہمیں ایک دوسرے کے دکھ درد کو سمجھنے کا پیغام دیتا ہے۔ آج عالمی سطح پر انسانی زندگی کی جو صورت حال ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، بے روزگاری اور وسائل کی قلت نے انسان کو مزید بے بس اور محتاج بنا دیا ہے، اس کے مسائل بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ ان حالات میں صاحب ثروت حضرات کو چاہیے کہ وہ ضرورت مندوں کی زیادہ سے زیادہ مدد کریں، عید کے مواقع پر یتیموں، بیواؤں، ضرورت مندوں کا خصوصی خیال رکھیں، اس وقت مدارس و جمعیات ہماری خاص توجہ کے مستحق ہیں۔ پچھلے دو تین سالوں سے بڑے ناگفتہ بہ دور سے گزر رہے ہیں، اصحاب خیر اور صاحب ثروت حضرات غریب و فقراء کی مدد کے ساتھ ساتھ ان مدارس و جمعیات کا بھی زیادہ سے زیادہ تعاون کریں تاکہ دین و ملت کے یہ مراکز اپنی ذمہ داری نبھاسکیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے رمضان کی برکتوں سے شاد کام و مالا مال فرمائے اور عید کی خوشیوں کو سب کی زندگی میں بار بار لائے اور اس کی سعادتوں اور مسرتوں سے بلا استثنا مستفیض فرمائے۔

☆☆☆

کے لیے ہمیں اپنے رویہ پر غور کرنا چاہئے۔ ابھی پچھلے دنوں ایک ذہنیت کے لوگوں نے بعض صوبوں کی بعض تعلیم گاہوں میں باحجاب بچیوں کو حجاب سے روکا۔ یہ بہت افسوسناک صورتحال تھی۔ اس کے رد عمل میں بعض اقدامات اچھے بھی ہوئے، بعض غلط میں اٹھائے گئے قدم یا رد عمل کے اعمال تھے، جس کا بہتر نتیجہ آنا مشکل تھا اور ہوا وہی۔ اس میں خود ان بچیوں، ان کے سرپرست اور انتظامیہ کا کتنا قصور تھا اس سے قطع نظر خود ملت و ملک کے ہی خواہوں اور سربراہوں اور عقلائے زمانہ کا موثر وجود بھی ایک لمحہ فکریہ ہے۔ تاہم بچیوں کے احتجاج و دھرنے اور دیگر سرگرمیوں کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ بھی کئی ناحیہ سے خود حجاب کے منافی اور بسا اوقات فسطائی طاقتوں اور منفی ذہن رکھنے والوں کے لیے کسی نعمت غیر متزقبہ سے کم نہ تھا۔ بلکہ بعض تجزیہ کاروں کے خیال میں یہ پری پلاننگ تھا اور منصوبہ کاروں کو خوب تجربہ تھا کہ یہ فارمولہ خصوصاً اس وقت اور حالات کے تناظر میں یقیناً مفید ہوگا اور یسائی ہوگا۔

آخر سوال یہ ہے کہ یہ کون سے پردہ کے لیے لڑائی ہے جو اس سے زیادہ ان خاتون خانہ کو بیرون خانہ اور سڑکوں، گلی کوچوں، بازاروں اور بزم گاہوں کا دیوانہ بنا دے۔ ان تمام باتوں کا باریکی سے جائزہ لے کر عقلاء قوم و ملت کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہئے۔ عدلیہ پر لوگوں کا اعتماد باقی ہے مظلوم آج بھی اسے امید کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ لیکن بعض اداروں کے طریقہ کار، ان کے رجحانات اور سوچ کا اندازہ ہی نہیں تجربہ بھی ہو چکا ہے کہ آگے کیا ہونے والا ہے وہ بھی نوشتہ دیوار ہے۔ اس لیے کبھی بھی اقدام سے پہلے اعتدال و وسطیت کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ ہر حال میں بہتری کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ گڑے مردے اکھاڑنے کی کوشش بند ہونی چاہیے اور ملک و ملت دشمن عناصر کو دانستہ یا نادانستہ بیٹھے بٹھائے مدعا تخلیق کر کے دینے سے گریز کرنا چاہیے۔ اسی میں ملک و ملت کی بھلائی ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ ہم سے اور زیادہ افراط و تفریط سے بچنے کا مطالبہ کرتا ہے اور یہ بابرکت مہینہ ہر معاملے میں میانہ روی اور نیک کاموں کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کے لئے بہترین وقت ہے یہ مہینہ ہم سبھی کو صبر و ثبات، خیر خواہی، غم گساری، ہمدردی اور آپسی تعاون کا سبق دیتا ہے۔ رمضان المبارک کے ایام پوری امت مسلمہ کے لئے خیر و برکت کے ہیں جس میں ہر روزہ دار کی کئی پہلوؤں سے آزمائش اور امتحان ہوتا ہے۔ یہ جہاں کار خیر اور ہر طرح کی عبادت میں مسابقت کا ہم سے مطالبہ کرتا ہے وہیں افراط و تفریط اور غلو و تقصیر سے بچنے کا بہترین موقع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کُلُّوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا یعنی کھاؤ پوئیں اسراف اور فضول خرچی سے بچو۔ رمضان جو بذل و انفاق کا مہینہ ہے وہیں بھوکا اور پیاسا رہ کر کے دوسروں کی خبر گیری اور فقر و فاقہ کو محسوس کرنے کا ہم سے تقاضہ بھی کرتا ہے لیکن بد قسمتی سے بہت سے لوگ اس مہینہ میں کھانے پینے کے انواع و اقسام سامان استعمال

ماہ رمضان کے فضائل و خصائص

دین خیر خواہی، ہمدردی اور نغمگساری کا نام ہے۔ اور ایک مومن کا دل خود غرضی اور نفسانیت سے پاک ہوتا ہے۔ وہ اپنے مفاد کی طلب میں دوسروں کے مفاد کو نظر انداز نہیں کرتا، جس کا عملی مظاہرہ انصار مدینہ نے پیش کیا اور جن کی ہمدردیوں و نغمگساریوں اور ایثار و قربانی کے نادر نمونوں کو قرآن کریم نے محفوظ کر لیا ہے اَلَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِمَّا اُوْتُوا وَيُوْتِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (حشر: 9)

آئیے دیکھیں کہ یہ رمضان کس طرح دلوں میں ہمدردی و نغمگساری کے جذبات پیدا کرتا ہے:-

1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار کرانے کی فضیلت بیان فرمائی من فطر صائما كان له مثل آجره غير انه لا ينقص من اجر الصائم شيئا (ترمذی: 807) "افطار کرانے والے کو ایک روزہ کا ثواب ملے گا اور افطار کرانے والے کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

2) تمام مسلمانوں پر صدقہ فطر کو فرض قرار دیا فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر علی کل حر و عبد ذکر او انثی صغیرا و کبیرا... (بخاری و مسلم) اور اس کا فلسفہ یہی ہے کہ تمہارے وہ بھائی جو مالی بجران میں مبتلا ہیں وہ عید کی خوشیوں میں شریک ہو جائیں، اس دن وہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کریں۔

3) صاحب نصاب پر زکوٰۃ فرض کیا گیا ہے۔ اس کا بڑا مقصد کمزور و مفلوک الحال مسلمانوں کی نغمگساری اور انھیں مالی اعتبار سے مضبوط کرنا ہے۔ اگر امیر کی نگرانی میں اس کی تقسیم کا سسٹم قائم ہو جائے تو پورا معاشرہ خوشحال بن جائے گا۔

4) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں تیز ہواؤں سے زیادہ سخی ہو جاتے تھے اُجود الناس وکان اُجود من الريح المرسلۃ (بخاری و مسلم) اس مہینہ میں سخاوت نبوی کا یہ بلیغ اہتمام دراصل امت کو یہ پیغام ہے کہ اپنے بے کس و بے سہارا مجبور بھائیوں کے ساتھ رحمت و رافت، ایثار و محبت کا مظاہرہ کرو،

رمضان بڑا ہی متبرک و مقدس مہینہ ہے۔ اس کی عظمت و رفعت کا ہم تصور کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسے الفاظ کا جامدے سکتے ہیں۔ کتاب و سنت میں سب سے زیادہ اسی مہینہ کے فضائل بیان کئے گئے ہیں اور قرآن کریم میں صرف اسی مہینہ کا نام ذکر کیا گیا ہے۔ فضائل میں کوئی دوسرا مہینہ اس کا ثانی نہیں ہے۔

یہ مہینہ نزول قرآن کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں میں سب سے افضل کتاب (قرآن مجید) کو سب سے افضل مہینہ (رمضان) کی سب سے افضل رات (لیلۃ القدر) میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل فرمایا اور اس بیت العزت میں رکھ دیا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي اُنزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ (بقرہ: 185) "رمضان ہی کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے" اس مہینہ کی عظمت و فضیلت کے بہت سارے جوانب اور گوشے ہیں۔ اس کے کچھ اہم خصائص کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ ممکن ہے سمند شوق میں مہینہ کا کام کرے اور ہم اللہ کو منانے اور اسے راضی کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

یہ مہینہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ اپنے سارے بندوں کو جہنم سے آزادی نصیب کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان لله عند کل فطر عتقاء و ذلك فی کل لیلۃ (ابن ماجہ: 1643)

رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری خاتون سے فرمایا: "تم نے ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کیا؟ تو اس نے سواری کے نہ ہونے کا عذر پیش کیا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فان عمرۃ فی رمضان تقضی حجة معی رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کی قضا ہے یعنی جو شخص میرے ساتھ حج نہیں کر سکا وہ اگر رمضان میں عمرہ کر لے تو گویا اس نے میرے ساتھ حج کر لیا" (بخاری، مسلم)

ہمدردی و نغمگساری کا مہینہ:

سماجی زندگی کی درنگی کے لیے ایک دوسرے کا پاس و لحاظ رکھنا، ایک دوسرے کی مصلحتوں کو اہمیت دینا اور ایک دوسرے کے مفادات کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے "الدین النصیحة" (مسلم) یعنی

وشرابہ (بخاری: 1903) "ایسا روزہ دار جس نے حالت صوم میں جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر چلنا نہیں چھوڑا، اس کے روزے کی اللہ کو ضرورت نہیں۔"

نظام زکوٰۃ معاشی استحکام کا ضامن:

اعمال میں نماز کے بعد زکوٰۃ آتا ہے۔ قرآن کریم میں اکثر و بیشتر مقامات پر اقامت صلاۃ کے ساتھ ایفاء زکوٰۃ کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کوئی معاشرہ ادائیگی زکوٰۃ سے پہلو تہی کرتا ہے تو وہ معاشرہ دینی معاشرہ کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب عرب کے بعض قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے Bold Step لیتے ہوئے فرمایا "لا قاتلن من فرق بین الصلوٰۃ و الزکوٰۃ لو منعونی عقلا....."۔ "میں ان لوگوں سے قتال کروں گا جو نماز و زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتے ہیں، اگر انہوں نے زکوٰۃ کی معمولی چیز (رسی، اونٹ کا بچہ) بھی روک لیا تو ان سے جہاد کروں گا۔"

اگر کسی معاشرے میں اجتماعی طور پر زکوٰۃ کا نظام قائم ہو جائے تو یقیناً وہ معاشرہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد جیسا خوشحال اور مستحکم معاشرہ ہو جائے گا۔ یحییٰ بن شعبہ کا بیان ہے کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے افریقہ بھیجا، زکوٰۃ وصول کرنے کے بعد ڈھونڈنے سے بھی زکوٰۃ کا کوئی مستحق نہیں ملا۔

یہ زکوٰۃ ایک عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم ترین معاشی و اصلاحی پروگرام بھی ہے۔ اس نظام کے تحت ہر مالدار اپنی دولت کا ایک متعین حصہ (ڈھائی فیصد) سالانہ زکوٰۃ نکالے اور اسے غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کرے تاکہ مسلم معاشرہ کی کایا پلٹ جائے، افراد معاشرہ کی بے روزگاری اور غربت کا خاتمہ ہو جائے، ناداروں کو اپنی محرومی کا احساس نہ رہے اور وہ خود کو اس دنیا میں تنہا اور بے سہارا نہ سمجھے بلکہ اسلام کے اس اقتصادی و مالیاتی نظام پر اگر صحیح معنوں میں عمل کیا جائے اور زکوٰۃ کا صحیح نظم اجتماعی قائم ہو جائے تو مسلمانوں کے معاشی مسائل حل ہو جائیں اور آج زکوٰۃ کا لینے والا کل زکوٰۃ کا دینے والا بن جائے۔

روزہ اصلاح نفس کا بہترین ذریعہ:

اصلاح نفس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کے اندر جو غلط عقائد، فاسد نظریات اور گمراہ کن افکار پیدا ہو چکے ہیں ان کو ختم کر کے انسان کے دل میں تقویٰ، خدا ترسی اور خشیت الہی پیدا کر کے اسے صحیح راہ پر ڈال دیا جائے۔ اسی کا نام تزکیہ ہے جو تمام انبیاء و رسل کی بعثت کا اصل مقصد ہے۔

اور خرابی نفس کی ایک اہم وجہ خواہشات نفس کی پیروی، خواہشات کی تکمیل،

اس کے غم کو بانٹنے اور اس کے درد کو ختم کرنے کی کوشش کرو۔

(5) روزے کا بدل۔ یعنی اگر کوئی شخص بڑھاپے یا سنگین مرض کے سبب روزہ نہ رکھ سکے تو وہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ فِدْيَةَ طَعَامٍ مَسْكِينٍ (بقرہ: 184)

روزہ سماجی اقدار کا محافظ:

ایک صالح معاشرہ کے قیام اور استحکام اور معاشرہ میں اخلاقیات اور سماجی اقدار کی بحالی کے لیے یہ ضروری ہے کہ افراد معاشرہ کا کھانے پینے اور خواہش نفسانی (جماع) پر کنٹرول ہوتا کہ اس کے اچھے اثرات اس کی دینی، اقتصادی، صحتی اور اخلاقی زندگی پر ظاہر ہو سکے۔ معاشرہ اس وقت تباہ ہوتا ہے جب اس کے افراد لذت کام و دہن میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے غلط راستے اختیار کرنے لگ جاتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ غربت و افلاس کا شکار ہو کر اور مختلف جان لیوا امراض (سوزاک، ایڈز) میں مبتلا ہو کر سماج کی عظمت کو پوند خاک کر دیتے ہیں۔

اسلام روزے کے ذریعے اکل و شرب اور جماع پر ایک متعین اوقات تک پابندی عائد کر کے دراصل روزہ دار کو یہ ٹریڈنگ دیتا ہے کہ وہ باقی مہینوں میں بھی حرام و ناجائز چیزوں کو کھانے، پینے اور حرام عورتوں سے اپنی خواہش کی تکمیل سے باز رہے تاکہ وہ اقتصادی اور صحتی طور پر مضبوط اور توانا بن جائے اور ایک سندر سماج کی تشکیل اور تحفظ میں نمایاں کردار ادا کر سکے۔

اسی طرح یہ روزہ مساوات و اجتماعیت کی بہترین تعلیم دیتا ہے۔ یہ ایسے صفات ہیں جن سے اگر افراد معاشرہ مشغف ہو جائیں تو ایمان آفریں معاشرہ بن جائے۔ ایسا معاشرہ جس کے افراد میں اونچ، نیچ کا بھید بھاؤ ہے یا وہ مختلف ٹولوں میں بٹے ہوئے ہیں تو وہ بلاشبہ اخلاقی اقدار سے عاری ہے اور زندگی کی بہاروں اور خوشیوں سے محروم ہے، ترقی کی منزلوں سے کافی دور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس روزہ کو امیر و غریب مرد و عورت پر فرض کر کے اپنے بندوں کو مساوات کی تعلیم دی ہے۔ یہ سارے روزے دار بندے ایک صدائے عام کے منتظر ہوتے ہیں اور ایک ہی آواز پر افطار و امساک کا حیرت انگیز مظاہرہ پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ روزہ روزہ دار کی زبان پر پابندی عائد کر کے افراد معاشرہ کو غیبت، چغلی، بہتان، جھوٹ، فریب، گالی گلوچ سے منع کرتا ہے، اس لیے کہ یہی وہ چیزیں ہیں جن سے اخوت اسلامی اور وحدت اسلامی کے شاندار محل میں شکاف پیدا ہوتی ہے ارشاد نبوی ہے من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في أن يدع طعامه

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کا پی دو سائزہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات و کاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد و مدارس و جامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کر سکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ناظم کا، امیر/ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ و سائزہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبہ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ 'جریدہ ترجمان' (اردو)، ماہنامہ 'اصلاح سماج' (ہندی)، نیز ماہنامہ 'دی سپیل ٹروٹھ' (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایا جات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی و ضلعی جمعیت و معروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف و اضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کر لیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج و دی سپیل ٹروٹھ کے بقایا جات کی رسید کی فوٹو کا پی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

شہوات کی تسکین ہے، اور انسان جب زندگی کا اصل مقصد خواہشات کی تکمیل کو سمجھ لیتا ہے تو وہ حیوان بن جاتا ہے لہم قلوب لا یففقہون بہا ولہم اعین لا یصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا اولنک کالانعام بلہم اصلا (اعراف: 179) اسی اصلاح نفس کے لئے روزہ فرض قرار دیا گیا ہے۔ اس کی فرضیت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم نے اس کا اصل مقصد یہ بتایا "لعلکم تتقون" (بقرہ: 183) "تا کہ تم متقی بن جاؤ"۔ یہ تقویٰ بڑی بیش بہا صفت ہے، اسی سے نفس کی اصلاح ہوتی ہے گویا یہ اصلاح نفس کا بہترین وسیلہ ہے۔

یہ خوف خدا جس دل میں پیدا ہو گیا وہ معصیت سے نفرت کرنے لگے گا وہ ان اعمال کی طرف مائل ہوگا جن سے اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور کاموں سے اجتناب کرے گا جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے اور اگر کبھی ان سے غلطی سرزد ہو جائے گی اس وقت تک اسے چین نصیب نہ ہوگا جب تک اپنے گناہ کی سزا اسی دنیا میں حاصل کر کے عذاب آخرت سے نہ بچ جائے جیسا کہ باعث بن مالک رضی اللہ عنہ نے پیغام دیا کہ ایک عورت کا واقعہ ہے۔

یہ روزہ اللہ کا خوف اس طرح دلوں میں پیدا کر دیتا ہے کہ روزہ دار کو سخت بھوک لگی ہوتی ہے، پیاس کی شدت سے وہ تڑپتا ہوتا ہے اور بند کمرہ میں اس کے سامنے انواع و اقسام کے کھانے ہوتے ہیں، سامنے ٹیبل پر روح افزا کی بوتل پڑی ہوتی ہے، بیوی سامنے ہے لیکن کیا مجال کہ وہ اپنے حلق کے نیچے ایک گلاس شربت اتار لے یا اپنی بیوی سے تکمیل خواہش کر لے۔ یہی تقویٰ ہے جو انسان کو شعوری زندگی عطا کرتی ہے اور بڑے محرمات سے اسے بچاتی ہے۔

ماہ رمضان میں تلاوت قرآن کی اہمیت اور اس مہینہ کا قرآن عظیم سے عظیم رشتہ دراصل ہمارے نفس کی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے۔ حالت صوم میں ہم کثرت سے تلاوت کرتے ہیں تاکہ ہمارے دل منور اور روشن ہو جائیں۔

اسی طرح اس مہینہ کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا اہتمام کرنا یہ اصلاح نفس میں زبردست کردار ادا کرتا ہے، بال بچوں اور علاقہ دنیا سے الگ ہو کر، گوشہ نشین ہو کر عبادت و تلاوت، تسبیح و اذکار میں ہمہ وقت مشغول رہنا اور رب کائنات کے درکا بھکاری بن کر اسی سے گناہوں کی معافی کا سوال کرنا یقیناً یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے انسانی دلوں میں پلچل پیدا ہو جاتی ہے اور وہ مزی و مصفی بن کر چمکتا ہے۔

رب کریم ہمارے صیام و قیام کو قبول فرمائے اور اس ماہ مبارک سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہونے کی توفیق عطا کرے۔

☆☆☆

رمضان المبارک کے امتیازات

مولانا ابو معاویہ شارب بن شاکر السلفی

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على رسوله الكريم، أما بعد:
(01) ماہ رمضان ایک نعمت ہے:

کسی مسلمان کے لئے یہ سب سے بڑی سعادت مندی اور خوش نصیبی کی بات ہے کہ اسے رمضان جیسا با برکت مہینہ مل جائے اور اگر اس ماہ میں نیکیاں کمانے اور رب کو راضی کرنے کی توفیق مل جائے تو اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ رب العالمین نے رمضان کے بیان میں فرمایا: ”وَلْتَكْبِرُوا لِلَّهِ عَلَىٰ مَا هَدَانَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ“ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔ (البقرہ: 185) یعنی تم اللہ کی بڑائی و کبریائی، عظمت و شان بیان کرو کیونکہ اس نے تمہیں رمضان جیسی دولت سے نوازا تا کہ تم اپنے رب کو راضی کر سکو۔

(02) رمضان کا مہینہ صرف امت محمدیہ کو عطا کیا گیا اور اللہ کا یہ ایک احسان عظیم ہے:

امت محمدیہ کو رب العالمین نے رمضان کا مہینہ عطا کر کے ان پر احسان عظیم کیا ہے اور یہ احسان اس ناپے سے ہے کہ امت محمدیہ کے لوگوں کی عمریں تو کم ہیں مگر وہ اس مہینے میں اور بالخصوص طاق راتوں میں عبادت و بندگی کر کے سالانہ 83 سال چار ماہ کے برابر نیکیاں کر کے اجر و ثواب کما کر اپنے سے پہلوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں بلکہ ان سے بھی آگے جنت میں اپنا مقام بنا سکتے ہیں! اب ذرا سوچئے کہ پچھلی امتیوں کے مقابلے میں امت محمدیہ کے افراد کی عمریں کتنی قلیل ہیں، پچھلی امت کے لوگ جہاں 500/600/1000/2000 سال جیا کرتے تھے وہیں پر احادیث کی روشنی میں امت محمدیہ کے ایک فرد کی عمر 60 سال سے 70 سال کے درمیان ہے۔ اب اگر دیکھا جائے تو دونوں امتیوں کے افراد کے عمروں کے مابین کتنی بعد اور دوری ہے، کہاں 2000 سال اور کہاں 60 سال، مگر امت محمدیہ کے اوپر اللہ کا احسان و کرم دیکھئے کہ اس نے اس امت محمدیہ کو ماہ رمضان دے کر پچھلی امتیوں کے عمروں کے برابر نیکیاں کمانے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ جانے کا موقع مہیا کر دیا ہے مثال کے طور پر اگر کسی مسلمان کی عمر 60 سال ہے اور وہ انسان 15 سال کی عمر میں بالغ ہوا تو گویا کہ اس نے بالغ ہونے کے بعد 45 رمضان پائے اب اگر اس نے ہر سال اہتمام کے ساتھ پورے ماہ عبادت و بندگی کی ہوگی تو اس میں طاق راتیں بھی ہوں گی

تو گویا کہ اس نے تین ہزار نو سو پندرہ (3915) سال کے برابر اللہ کی عبادت و بندگی کی۔ سبحان اللہ، ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء
(03) ماہ رمضان صبر کا مہینہ ہے:

(04) ماہ رمضان دلوں سے وسوسہ اور حسد، بغض و عداوت کو ختم کر دیتا ہے:
رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی خاصیت ہے کہ یہ مہینہ دلوں کو بغض و حسد سے پاک و صاف کر دیتا ہے جیسا کہ سیدنا علیؑ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”صَوْمُ شَهْرِ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدُورِ“ صبر کے مہینے یعنی رمضان میں فرض روزہ اور اسی طرح ہر ماہ میں تین روزہ رکھنے سے دل کی بیماریاں شیطانی وسوسے، کینہ و کپٹ، بغض و عداوت، حسد و جلن، غیظ و غضب ان ساری چیزوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

(صحیح الترغیب و الترہیب للألبانی: 1022، صحیح الجامع للألبانی: 3804)

(05) ماہ رمضان میں ہی سب سے زیادہ رب کی برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے:

رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس کے اندر سب سے زیادہ رب کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”أَتَاكُمْ رَمَضَانَ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ.....“ تمہارے پاس رمضان کا برکت والا مہینہ آ گیا ہے جس کے اندر اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر روزے فرض کئے ہیں۔ (نسائی: 2106، صحیح الجامع للألبانی: 3519، الصحیحہ: 1868)

(06) آپ ﷺ صرف ماہ رمضان کی آمد پر صحابہ کرام کو بشارت دیتے تھے:

رمضان کتنا عظیم مہینہ ہے اور ایک انسان کی زندگی میں رمضان کی کتنی اہمیت ہے اگر اس بات کا اندازہ لگانا ہو تو پھر اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پورے سال میں کسی بھی ماہ کے آنے پر آپ ﷺ اس بات کی خاص جانکاری نہ دیا کرتے تھے کہ فلاں مہینہ آچکا ہے مگر جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ ﷺ صحابہ کرام کو بالخصوص اس ماہ کی آمد کی بشارت دیتے ہوئے نیکیوں پر ابھارا کرتے تھے جیسا کہ انس بن مالکؓ

(11) تمام مقدس کتابیں رمضان ہی کے مہینے میں نازل کی گئیں:

اگر ماہ رمضان کی برکت و عظمت کا اندازہ لگانا ہو تو اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس ماہ میں صرف قرآن کا ہی نزول نہیں ہوا بلکہ جتنی بھی مشہور و معروف آسمانی کتابیں اور صحیفے ہیں ان تمام کا نزول اسی ماہ رمضان میں ہوا جیسا کہ سیدنا و ائمتہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”أُنزِلَتْ صُحُفُ إِبْرَاهِيمَ أَوَّلَ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَأُنزِلَتِ التَّوْرَةُ لَيْسَتْ مَضِينَ مِنْ رَمَضَانَ، وَأُنزِلَ الْبِأَنْجِيلُ لِثَلَاثِ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ، وَأُنزِلَ الزَّبُورُ لِثَمَانِ عَشْرَةَ خَلَّتْ مِنْ رَمَضَانَ، وَأُنزِلَ الْقُرْآنُ لِأَرْبَعِ وَعِشْرِينَ خَلَّتْ مِنْ رَمَضَانَ“ صحیفہ ابراہیم کو رمضان کی پہلی رات میں نازل کیا گیا، تورات اس وقت نازل کی گئی جب رمضان کے چھ ایام گزر گئے تھے، انجیل تب نازل کی گئی جب رمضان کے تیرہ ایام گزر چکے تھے، زبور اس وقت نازل کی گئی جب رمضان کے اٹھارہ ایام گزر چکے تھے، اور قرآن اس وقت نازل کیا گیا جب رمضان کے چوبیس ایام گزر چکے تھے۔ (الصحيحه للألباني: 1575)

(12) ہزار مہینوں سے بہتر رات ماہ رمضان میں ہی ہے:

اس سلسلے میں سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ“ رمضان میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس رات کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ ہر طرح کی خیر برکت سے محروم رہا اور اس کی خیر و برکت سے صرف وہی محروم رہتا ہے جو بدنصیب ہو۔ (صحيح ابن ماجه للألباني: 1333)

(13) رمضان ہی کے مہینے میں سال بھر کے موت و حیات اور تمام وسائل زندگی کے فیصلے کئے جاتے ہیں:

ماہ رمضان کی یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت و اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس ماہ کے شب قدر کی رات میں پورے سال کے احکام و مسائل یعنی کہ موت و حیات کے فیصلے، رزق کی تفصیلات، وسائل زندگی وغیرہ کے فیصلے کو لوح محفوظ سے اتار کر فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ”إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ، فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ“ یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے بے شک ہم ڈرانے والے ہیں، اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ (الدخان: 4)

(14) رمضان کے مہینے میں اعلان کرنے کے لئے فرشتے کی تقرری کی جاتی ہے:

بیان کرتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ“ بلاشبہ یہ بابرکت مہینہ تمہارے پاس آیا ہے (اسے غنیمت جانو) اس ماہ میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس رات کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ ہر طرح کی خیر و برکت سے محروم رہا اور اس کی خیر و برکت سے صرف وہی محروم رہتا ہے جو ہر قسم کی خیر سے محروم ہو۔ (صحيح ابن ماجه للألباني: 1333، صحيح الترغيب للألباني: 990)

(07) سب سے زیادہ فرشتے ماہ رمضان میں ہی زمین پر اترتے ہیں:

رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس ماہ کے شب قدر کی راتوں میں سب سے زیادہ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلِكُ اللَّيْلَةَ فِي الْأَرْضِ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ الْحَصَى“ بلاشبہ قدر کی رات میں زمین پر فرشتوں کی تعداد کنکر یوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ (الصحيحه للألباني: 2205)

(08) ماہ رمضان میں روئے زمین پر روح الامین کا نزول:

ماہ رمضان کی طاق راتوں میں جہاں کثرت سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے وہیں پر رب العالمین نے اپنے کلام مقدس کے اندر اس بات کی بھی جانکاری دی ہے کہ رمضان مہینے کی طاق راتوں میں جبرئیل امین کا بھی نزول ہوتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ”تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ“ شب قدر کی راتوں میں ہر کام کو سرانجام دینے اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح الامین جبرئیل اترتے ہیں۔ (القدر: 4)

سبحان اللہ رمضان کی طاق راتوں میں اتنے مکرم و مقرب فرشتے کا روئے زمین پر نازل ہونا یہ ماہ رمضان کی سب سے عظیم خوبی ہے۔

(09) قرآن کریم میں 12 مہینوں میں سے صرف رمضان ہی کا نام آیا ہے:

(10) رمضان ہی کے مہینے میں قرآن کو نازل کیا گیا:

رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی عظمت کے لیے تو بس اتنی سی بات ہی کافی تھی کہ قرآن کا نزول تمام مہینوں کو چھوڑ کر صرف اسی ماہ میں ہوا یہی وجہ ہے کہ رمضان مہینے کا نام لے کر رب ذوالجلال والا کرام نے فرمایا: ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ“ ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کو اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔ (البقرة: 185)

(15) رمضان کے مہینے میں ہر رات اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے: ماہ رمضان کی عظمت و خصوصیت تو دیکھئے کہ رب العالمین نے ماہ رمضان کو ایسا بابرکت بنایا ہے کہ اس ماہ کے تیسوں دن اور چوبیس گھنٹے ہر آن و ہر لمحہ نوری مخلوق یہ صدا دیتی ہے کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اسی لیے اے انسانو! تم نیکیوں میں آگے بڑھو اور اور برائیوں سے توبہ کر لو، ساتھ ہی رمضان ہی بابرکت مہینہ ہے جس کے اندر سب سے زیادہ رب العالمین لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے جیسا کہ فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے کہ: "..... وَنَادَى مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ" اور رمضان کے مہینے میں ہر دن آواز لگانے والا آواز لگاتا ہے کہ اے خیر طلب کرنے والو! نیک کام کے لئے آگے بڑھو اور اے برے کام کی طلب رکھنے والو! برے کاموں سے رک جاؤ، اور ہر رات اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ (صحیح ابن ماجہ للالبانی: 1642) وفی روایة عن جابر مرفوعاً: "إِنَّ لِلَّهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ" بے شک اللہ تعالیٰ ہر روز افطاری کے وقت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور ایسا ہر رات کو ہوتا ہے۔ (صحیح ابن ماجہ للالبانی: 1332)

(16) رمضان کے مہینے میں ہر دن رات میں دعا قبول کی جاتی ہے:

ماہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس کے ہر آن اور ہر لمحے میں کی گئی دعاؤں کو قبول کرنے کا وعدہ رب العالمین نے بزبان رسالت سنادی ہے، سیدنا ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "إِنَّ لِلَّهِ عُتَقَاءَ مِنَ النَّارِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ - يَعْنِي فِي رَمَضَانَ - وَإِنْ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ" بے شک اللہ تعالیٰ رمضان کے ہر دن اور رات میں لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور ماہ رمضان کے ہر دن رات میں ہر مسلمان کے لئے ایک ایسی دعا کا وقت ہے جسے قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔ (صحیح الترغیب للالبانی: 1002، صحیح الجامع للالبانی: 2169)

(17) رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب ہے:

ماہ رمضان رب العالمین کا امت محمدیہ کو دیا ہوا ایک عظیم تحفہ ہے کیونکہ ماہ رمضان کو رب العالمین نے ایسا بنایا ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنے پر حج کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے جیسا کہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "فَإِنَّ عُمْرَةَ فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً" رمضان میں عمرہ کرنے کا اجر و ثواب حج کے برابر ہے۔ (مسلم: 1256)

(18) رمضان میں عمرہ کرنا آپ ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ثواب ہے: سبحان اللہ! رمضان کی یہ کیسی عظمت ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنے والا ویسے ہی اجر و ثواب پاتا ہے جیسے کہ آپ ﷺ کے ساتھ حج کرنے پر اجر و ثواب ملتا ہے، اس بارے میں ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "فَإِنَّ عُمْرَةَ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِيَ" رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری: 1863)

(19) رحمت الہی کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے:

(20) آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں:

(21) جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں:

(22) جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں:

(23) سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے:

مذکورہ بالا تمام باتوں کا بیان مندرجہ ذیل احادیث کے اندر کی گئی ہے:

(أ) عن أبي هريرة مرفوعاً: "إِذَا كَانَ رَمَضَانَ فَتَحَّتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَعَلَقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلِسِلَتِ الشَّيَاطِينُ" جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو رحمت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جہنم کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(ب) عن أبي هريرة مرفوعاً: "إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَتَحَّتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَعَلَقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلِسِلَتِ الشَّيَاطِينُ" جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جہنم کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(ج) عن أبي هريرة مرفوعاً: "إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ فَتَحَّتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَعَلَقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلِسِلَتِ الشَّيَاطِينُ" جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جہنم کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری: 1899، صحیح مسلم: 1079، 2496-2495)

(24) رمضان کا مہینہ گناہوں کے مٹ جانے کا سبب ہے:

رمضان مہینے کی ایک عظیم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس ماہ میں عبادت و بندگی کو انجام دیتے ہوئے گزارے اور پھر پورے سال تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتے تو یہ مہینہ ایک مسلمان کے تمام صغیرہ گناہوں کا مٹا دیتا ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ

ساتھ تراویح کی نماز پڑھتا ہے تو اسے ساری رات قیام کرنے کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے جیسا کہ ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ آپ ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ کاش آپ ہمیں پوری رات قیام فرماتے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَإِنَّهُ يُعَدُّ قِيَامَ لَيْلَةٍ“ جو شخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک قیام کرتا ہے تو اس کا وہ اجر و ثواب میں پوری رات کے قیام کے برابر ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ: 1327، ابو داؤد: 1375، اسنادہ صحیح)

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی

نصابی کتابیں

30/-	چمن اسلام قاعدہ
24/-	چمن اسلام اول
30/-	چمن اسلام دوم
30/-	چمن اسلام سوم
34/-	چمن اسلام چہارم
40/-	چمن اسلام پنجم
188/-	چمن اسلام مکمل سیٹ

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

نکاح نامہ رجسٹر

- ☆ کتاب و سنت کی روشنی میں تیار شدہ
- ☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔
- ☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام و مسائل سے آراستہ
- ☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت
- ☆ ہر مسجد و مدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق: 150 قیمت: Net/-200 Rs.

وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ مُكْفَرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ“ پانچوں نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک اپنے اپنے درمیان ہونے والے گناہوں کو مٹا دیتا ہے جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم: 233)

(25) رمضان میں روزہ رکھنا پورے گناہوں کے مٹ جانے کا سبب ہے: رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی عظمت تو یہ ہے کہ اس ماہ میں روزے رکھنے سے رب العالمین پچھلے ایک سال کے تمام صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے جیسا کہ فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے: ”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ جس نے بھی رمضان میں ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے روزے رکھے اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ (بخاری: 2014، مسلم: 760)

(26) رمضان کے مہینے میں روزے رکھنا دس مہینوں کے برابر روزہ رکھنا ہے: رمضان کی خصوصیت تو دیکھئے کہ اس ماہ میں تیس یا اسی روزے رکھنے کا اجر و ثواب دس ماہ کے برابر روزہ رکھنے کا اجر و ثواب ملتا ہے جیسا کہ ماہ شوال کے اندر چھ روزہ رکھنے کا اجر و ثواب بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے کہا کہ: ”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ“ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا کہ اس نے پورے سال ہی روزہ رکھا۔ (مسلم: 1164) کیونکہ رمضان کے روزے دس ماہ کے برابر ہے جیسا کہ مسند احمد کی ایک حدیث کے اندر اس بات کا ذکر موجود ہے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے تو ایک ماہ دس ماہ کے برابر ہے۔۔۔۔۔ (مسند احمد: 21906)

(27) رمضان میں قیام کرنا پورے گناہوں کے مٹ جانے کا سبب ہے: ماہ رمضان کی خصوصیت اور ہم امت محمدیہ کے اوپر اللہ کا فضل و کرم تو دیکھئے کہ اس ماہ میں قیام کرنے سے بھی تمام پچھلے صغیرہ گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے جیسا کہ ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ جس نے رمضان کے مہینے میں ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ (صحیح ابو داؤد للألبانی: 1241)

(28) رمضان میں امام کے ساتھ قیام کرنے پر ساری رات قیام کرنے کا اجر و ثواب ملتا ہے:

سبحان اللہ! یہ رمضان کی کیسی خصوصیت ہے کہ اگر کوئی شخص اس ماہ میں امام کے



۱- پاسپورٹ سائز کے تازہ فوٹو چار عدد ایک چپکائیں ۳
ساتھ میں روانہ کریں۔
۲- چپکائے گئے فوٹو پر ادارے کی مہر لگوانی۔

مسابقہ حفظ و تجوید و تفسیر قرآن کریم کمیٹی
فارم درخواست مقابلہ تجوید و حفظ و تفسیر قرآن کریم
سال: ۱۴۴۳ھ - ۲۰۲۲ء

دفتر
مرکز جمعیت اہل حدیث ہند
۲۰۱۶ء، اہل حدیث منزل، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۶
فون: ۲۳۲۷۳۴۰۷

(فارم صاف ستھرے لفظوں میں پُر کریں)

نام: ولدیت: لقب: پیشہ:
مقام عمل: تاریخ پیدائش: (تاریخ، مہینہ اور سال کی وضاحت کے ساتھ) ہندسوں میں: لفظوں میں:
منسلک تعلیمی اسناد: مراسلت کا مکمل پتہ اردو میں (مع پین کوڈ):
فون: مراسلت کا مکمل پتہ انگریزی میں (مع پین کوڈ): فون:

مقابلہ کے لیے بھیجنے والی تنظیم برادارہ کا نام و پتہ:
(تصدیق نامہ، تنظیم برادارہ کے مطبوعہ لیٹر ہیڈ پر سربراہ ادارہ کے دستخط و مہر کے ساتھ منسلک کریں)۔
کیا اس سے قبل کسی ملکی یا غیر ملکی قرآنی مقابلہ میں شرکت کی ہے؟ اگر ہاں تو اس کی تفصیل:
گزشتہ مسابقہ کے جس زمرے میں شریک ہوئے تھے اس کی وضاحت:
مرکز جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اس مقابلہ قرأت کے کس زمرے میں شرکت چاہتے ہیں؟:

۱:- مکمل حفظ قرآن ۲:- بیس پارے ۳:- دس پارے
۴:- پانچ پارے ۵:- ناظرہ قرآن کامل ۶:- ترجمہ و تفسیر کا تحریری امتحان

اگر بیس یا دس یا پانچ پاروں کے حفظ میں حصہ لینا ہے تو ان پاروں کی وضاحت:
آپ کس اصول قرأت کے مطابق تلاوت کریں گے؟ حفص رورش رقالون والدوریا (منتخب کردہ روایت کی نشان دہی کریں)۔
کیا آپ کا پاسپورٹ تیار ہے؟ اگر ہاں تو اس کی فوٹو کاپی لازماً منسلک کیجئے اور پاسپورٹ نمبر لکھئے:

اقرار نامہ:

مندرجہ بالا معلومات میرے علم و یقین کے مطابق بالکل درست ہیں۔ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقابلہ قرأت کے قواعد و ضوابط کی پابندی کروں گا اور اس کے ہر فیصلہ کو قطعی اور آخری تسلیم کروں گا۔

امیدوار کا نام: دستخط: تاریخ:

تصدیق نامہ (نامزد کرنے والے تعلیمی ادارے یا مسلم تنظیم کے کسی ذمہ دار کا)

میں مذکورہ بالا طالب علم امیدوار کی تصدیق کرتا ہوں:

نام: منصب: تصدیق کنندہ کے دستخط: تاریخ:

برائے دفتری امور

- ۱- یہ درخواست مورخہ کو موصول ہوئی۔
- ۲- برائے زمرہ: ۳- درخواست منظور/نا منظور:
- ۴- نام منظوری کی وجہ: دستخط سکریٹری مقابلہ کمیٹی:

ساری انسانیت کی ہدایت و رہنمائی اور اصلاح اور اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام قرآن مجید سے رشتہ مضبوط کرنے کے لیے

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اپنی نوعیت کا منفرد

انیسواں کل ہند مسابقتی حفظ و تجوید و تفسیر قرآن کریم

بتاریخ 12-11 جون 2022 بمطابق 12-11 ذی القعدہ 1443ھ بروز ہفتہ، اتوار

بمقام: D-254، اہل حدیث کمپلیکس، ابو الفضل انکلیو، نیو دہلی، 25

رجسٹریشن کی آخری تاریخ: 6 جون 2022ء

اغراض و مقاصد

☆ مسلمانوں کو زندگی کے تمام امور میں قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دینا ☆ قرآن کریم کی تلاوت، تجوید و حفظ، اس کے معانی و تفسیر پر فکر و تدبر میں دلچسپی پیدا کرنا ☆

☆ مسلمان بچوں میں قرآن کریم کی تلاوت و حفظ کا شوق پیدا کرنا ☆ امت کو کتاب الہی سے وابستہ کر کے دنیا و آخرت میں فوز و فلاح سے ہمکنار کرنا ☆

☆ حفاظ و قراء کی حوصلہ افزائی نیز مدارس میں فن تجوید پر مزید توجہ کی راہ ہموار کرنا ☆

نکویات

- ہزاروں روپے کے نقد انعامات ● حوصلہ افزائی کے لیے بھی متعدد و مختلف النوع انعامات ● ممتاز حفاظ و قراء کے لیے بین الاقوامی مقابلہ قرآن میں نامزدگی کا امکان ●
- ملک بھر میں ۲۵ سال سے کم عمر کے حفاظ و قراء و طلباء کے لیے نادر و نایاب موقعہ

مقابلے کے زمرے

اول: حفظ قرآن کریم کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید و قرأت	دوم: حفظ قرآن کریم بیس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید و قرأت
سوم: حفظ قرآن کریم دس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید و قرأت	چہارم: حفظ قرآن کریم پانچ پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید و قرأت
پنجم: ناظرہ تلاوت قرآن کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید و قرأت	ششم: سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق کے ترجمے اور تفسیر کا تحریری امتحان

ترجمہ و تفسیر (سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق) کا تحریری امتحان بتاریخ ۱۱ جون ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوگا اور اس کا پرچہ سوالات

مصحف مطبوع مجمع الملک فہد ۱۴۱ھ ترجمہ مولانا جونا گڑھی کی روشنی میں تیار کیا جائے گا۔ ☆ امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ پاروں کا حافظ ہو اور احکام تجوید

و قرأت سے بھی واقف ہو، احکام تجوید کے سوالات کا عملاً جواب دے سکے، قرأت سب سے کسی ایک قرأت کے مطابق تلاوت کرے، جس کا واضح اندراج فارم

داخلہ میں کرنا لازمی ہے۔ ☆ ایک قاری کو صرف ایک ہی زمرہ میں شرکت کی اجازت ہوگی۔

اہم وضاحت: اگر کسی زمرے کے لیے پانچ سے کم امیدوار اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی پہنچے تو مرکزی جمعیت اس زمرے کا مقابلہ منعقد کرنے سے معذور ہوگی۔

شرائط شرکت مسابقہ

① مقابلہ میں شرکت کی درخواست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقررہ فارم پر ہی دی جائے گی۔ (ناگزیر حالات میں مقررہ فارم کی فوٹوکاپی استعمال کی جاسکتی ہے) ② شرکت کے متمنی قاری کی عمر ۲۵ سال سے زائد نہ ہو ③ امیدوار کا شمار ملک کے مشہور پیشہ ور قراء میں نہ ہوتا ہو۔ ④ اس سے پہلے وہ کسی بین الاقوامی مقابلہ حفظ و قرأت میں حصہ نہ لے چکا ہو ⑤ مرکزی جمعیت کے کسی مقابلے کے شریک قاری کو اس زمرے میں یا اس سے نیچے کے زمرے میں شرکت کی اجازت نہیں ہوگی جس میں وہ پہلے بھی حصہ لے چکا ہو۔ ⑥ مقابلے میں شرکت کی مکمل درخواست، انعقاد مقابلہ سے چار روز قبل دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو موصول ہونا لازمی ہے بصورت دیگر درخواست رد کردی جائے گی ⑦ حفظ قرآن اور تجوید و احکام کی قابل قبول سند یا تصدیق نامہ کی فوٹوکاپی درخواست کے ساتھ منسلک ہو اور اصل اپنے ساتھ لائے۔ ⑧ مقابلے میں شرکت کی نامزدگی کسی دینی تعلیمی ادارے یا معروف مسلم تنظیم کی جانب سے ہونی چاہیے ⑨ اصول تجوید و قرأت سے ناواقف امیدوار کو مقابلے سے خارج کر دیا جائے گا۔

☆ زمرہ پنجم (ناظرہ قرآن مکمل) میں حفظ کر رہے طلبہ کو شرکت کی اجازت نہ ہوگی۔

ان شاء اللہ نقد انعامات کے علاوہ دیگر انعامات بھی دیئے جائیں گے
نیز دیگر شرکاء کے لیے بھی کچھ تشجیعی انعامات ہوں گے۔

عام و ضروری شرائط

- (۱) مقابلے کی شرائط اور درخواست فارم بذات خود ڈاک ٹکٹ بھیج کر دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے طلب کئے جاسکتے ہیں۔ نیز صوبائی جمعیات کے دفاتر سے بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔
 - (۲) اس مقابلے میں شرکت کے امیدوار اپنے جملہ اخراجات سفر کے ذمہ دار خود ہوں گے۔
 - (۳) امیدواروں کے دوروزہ قیام و طعام کا بندوبست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی جانب سے کیا جائے گا بشرطیکہ اس کی اطلاع چار روز قبل مرکزی جمعیت کو مل چکی ہو۔
 - (۴) قیام گاہ جانے سے قبل اپنی آمد کا اندراج لازماً مکمل کرائیں۔ موسم کے مطابق بستر ساتھ لائیں۔ جمعیت اس سلسلے میں تعاون سے معذور رہے گی۔
 - (۵) نایب امیدوار کے ہمراہ آنے والے ایک صاحب کی ضیافت کی ذمہ داری بھی مرکزی جمعیت قبول کرے گی۔
 - (۶) غیر امیدوار افراد یا ساتھ آنے والے افراد ۶ روپے یومیہ کھانے کا کوپن حاصل کر کے ناشتہ، ظہرانہ اور عشاء کی سہولت حاصل کر سکتے ہیں۔
 - (۷) قواعد و ضوابط اور فارم میں مذکورہ شرائط کی تکمیل کرنے والے امیدوار ہی شرکت کے مجاز ہوں گے۔
- ملاحظہ: اس سلسلے میں مزید معلومات کے لیے ناظم مقابلہ کمیٹی سے ہر روز (علاوہ اتوار) شام ۴ بجے سے ۶ بجے تک بذریعہ فون یا شخصی طور پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ درخواست فارم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ویب سائٹ www.ahlehadees.org پر دستیاب ہے شرکت کے خواہشمند طلباء اسے فری ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔

ضروری معلومات نیز فارم حاصل کرنے کے لیے فوراً رابطہ قائم کریں

مسابقہ حفظ و تجوید و تفسیر قرآن کریم کمیٹی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۶

فون: 011-23273407 ای میل: jamiatahlehaddeeshind@hotmail.com

تلاوت کے چند آداب

مولانا آصف تنویری
جامعہ امام ابن تیمیہ، بہار

کی نیت درست ہو۔ تلاوت کے پیچھے سوائے اجر و ثواب کے کوئی دنیاوی غرض نہ ہو۔ اور اپنی دین داری کا دھونس کسی پر نہ جمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ خبردار اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے“ (الزمر: 2/3)۔ امام نووی رحمہ اللہ قرآن پڑھنے والے کے آداب سے متعلق لکھتے ہیں: ”قرآن پڑھنے کا مقصد دنیاوی مال و اسباب، اثر و سونخ، معاصرین پر سبقت، لوگوں کی تعریف و توصیف اور لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف پھیرنا ہرگز نہیں ہونا چاہیے“ (التبیان فی آداب حملۃ القرآن، ص 18-19)۔

2- قرآن پر عمل: آج کا سب سے بڑا المیہ قرآنی احکام پر عمل نہ کرنا ہے۔ قرآن کی تلاوت رمضان اور غیر رمضان میں تو کر لیتے ہیں، لیکن قرآن کے نزول کا جو اصلی مقصد عمل ہے اس کو ہم اپنی زندگی میں نہیں اتار پاتے۔ قرآن پڑھنے کا اثر ہماری عملی زندگی پر بھی ہونا چاہیے۔ قرآن نے جن امور کو حلال قرار دیا ہے ہم ان کو ہم حلال سمجھیں، جن امور کو حرام ٹھہرایا ہے ہم ان کو حرام گردانیں، منہیات سے رک جائیں اور اوامر کی بجا آوری کریں۔ محکم (واضح) آیتوں پر عمل کریں تشابہات پر ایمان رکھیں اور قرآن کریم میں جو حدود و قیود بتلائیں گئے ہیں ہم اس کی پاسداری کریں۔

احادیث میں ان لوگوں کے تئیں شدید وعید آئی ہے جو قرآن کریم پر عمل نہیں کرتے۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب والی طویل حدیث کو بیان کیا ہے، جس میں اس شخص کے انجام بد کو بیان کیا گیا ہے جس کو اللہ نے قرآن کا علم عطا کیا، رات میں سویا اور صبح اس پر عمل نہیں کیا، ایسے شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا ہے۔ واضح رہے کہ نبیوں کا خواب سچا ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قبل فی اولاد المرثیین، حدیث نمبر: 1386)

3- قرآن کی تعظیم: قاری کو تلاوت کرتے وقت قرآن کی عظمت کا احساس ہونا چاہیے۔ وہ یہ تصور کرے کہ اس کی گفتگو اللہ تعالیٰ سے ہو رہی ہے۔ چنانچہ ایسی تمام حرکتوں سے بچے جو رب تعالیٰ کی گفتگو کو منافی ہو۔ جیسے ہنسنا، بات چیت کرنا، بے جا حرکت کرنا، ایسی چیز کی طرف دیکھنا جو آدمی کو مشغول کر دے، یا ایسی چیز کو دیکھنا جو ناجائز ہو۔

قرآن کریم کا بڑا گہرا تعلق رمضان سے ہے۔ اسی ماہ رمضان کے عشر اخیر کے طاق راتوں میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں“ (البقرہ: 185)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیگر مہینوں کے بالمقابل اس ماہ میں قرآن کی تلاوت کا زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک باحیث رہے جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کو دہراتے رہے۔ بلکہ جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال دو مرتبہ قرآن کا مراجعہ کیا۔ آپ نے صحابہ کے ساتھ قیام اللیل کیا تاکہ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کی جاسکے، اس وقت سے آج تک قیام اللیل کی سنیت باقی ہے اور دنیا کے سارے مسلمان رمضان کی راتوں میں اس کا اہتمام کرتے ہیں۔ جس کی فضیلت سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں“۔ (صحیح بخاری)

ایک بندہ مومن جس طرح رمضان میں تلاوت قرآن کا اہتمام کرتا ہے اسی طرح سال کے دیگر اوقات میں بھی قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرتا ہے۔ نماز ہو یا غیر نماز اس کی زبان اللہ کے کلام سے ترنہتی ہے۔ اور یہ اللہ کی کتاب کا بھی ہم پر حق ہے کہ ہم ہمیشہ اس کی تلاوت کرتے رہیں۔ اس لئے کہ اس کی تلاوت سے ہمارے دل پر جے گناہ دھل جاتے ہیں، ایمان و یقین کی چادر چڑھ جاتی ہے اور عمل صالح کی محبت دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ کا تقرب چاہتے ہیں تو ہمیں قرآن کریم کی تلاوت کو لازم پکڑنا چاہیے۔ اس کے معانی و مفہم پر غور کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ قرآن کریم کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں جو بندے کو رب سے زیادہ قریب کر سکے۔ ساتھ ہی ذہن میں رہے کہ تلاوت قرآن اللہ کی عبادتوں میں سے ایک اہم ترین عبادت بھی ہے۔ اور ہر عبادت کے کچھ خاص تقاضے ہوتے ہیں جن کو بروئے کار لانا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ تلاوت قرآن کے بھی چند آداب و احکام ہیں جن کو جاننا اور عمل کرنا ہمارے لئے ضروری ہے تاکہ ہم اللہ رب العزت کے اجر عظیم کے حق دار بن سکیں، خاص طور سے اس مبارک ماہ میں جس میں ہر نیکی کا اجر کئی گنا ہو جاتا ہے۔

ذیل میں تلاوت قرآن کریم کے چند آداب قلمبند کئے جاتے ہیں:

1- اخلاص نیت: قرآن پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ مخلص ہو، اس

جو شخص جس قدر تلاوت قرآن کے لئے جدوجہد کرے گا، اسی قدر اس کے اجر و ثواب میں اضافہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جو شخص ذرہ برابر بھلائی کرے گا (قیامت میں) اسے (اپنی آنکھوں سے) دیکھے گا“ (الزلزلہ: 7)۔ اگرچہ بعض اوقات میں تلاوت کرنا زیادہ بہتر ہے جیسا کہ گزرا، اس کا ہرگز یہ مطلب نہ نکالا جائے کہ انہیں اوقات میں تلاوت ہو اور بقیہ وقتوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دیگر اوقات کے علاوہ ان اوقات میں تلاوت کو خصوصی اہمیت دی جائے۔

مصروفیت کے اس دور میں جب کہ ضروری اور غیر ضروری طور پر ہر شخص مصروف نظر آتا ہے، اللہ والوں کو قرآن کی تلاوت کے لئے وقت نکالنا چاہیے۔ اس زمانے میں تلاوت کرنا اور سننا پہلے کے مقابلے میں زیادہ آسان ہے۔ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے نیکی اور ثواب کے کام کو بھی بہت آسان کر دیا ہے بشرطیکہ آدمی برائی سے دور اور نیکی سے قریب ہونا چاہے۔

6- مناسب جگہ کا انتخاب: بہتر ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کے لئے صاف ستھری جگہ کا انتخاب کیا جائے۔ اہل علم کی ایک جماعت نے مسجد میں تلاوت کو مستحب قرار دیا ہے۔ اگر آدمی تلاوت کے لئے اپنے گھر کے کسی پرسکون گوشے کو خاص کر لے تو بھی بہتر ہے، تاکہ شور شرابے سے دور وہ قرآن پڑھ سکے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ آداب تلاوت کے ضمن میں لکھتے ہیں: ”بازار، کھیل تماشے کی جگہوں، بیوقوفوں کے مجمع میں قرآن نہ پڑھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کی تعریف فرمائی ہے جو کم عقولوں کے درمیان سے باعزت طریقے سے گزر جاتے ہیں، فرمایا: ”اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شرافت سے گزر جاتے ہیں“ (الفرقان: 72)۔ جب یہ حکم ذاتی طور پر دیا گیا ہے تو بدرجہ اولیٰ جب آدمی قرآن کریم اور تلاوت کے ساتھ ہوتو شرافت کا مظاہرہ کرنا چاہیے، بلکہ ایسی صورت میں تلاوت نہ کرنا اولیٰ ہے“ (التذکار فی افضل الاذکار، ص 184-185)۔

راستے اور سواری پر تلاوت جائز ہے بشرطیکہ قاری کو مشغول کرنے والی کوئی چیز نہ ہو۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”میں فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سواری پر سورۃ الفتح کی تلاوت کرتے دیکھا“ (صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب: القراءة علی الدابة، حدیث نمبر: 5053)۔

دوران سفر تلاوت سنت ہے۔ اس سنت کو ہمیں زندہ کرنا چاہیے۔ آج ہم گھنٹوں کا سفر بلا تلاوت اور ذکر واذکار کے کرتے ہیں جو کہ مناسب نہیں۔ بعض حضرات تو دوران سفر فرض نمازوں کو بھی معمولی بہانہ بنا کر ترک کر دیتے ہیں، ایسے لوگوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیے۔ آج کل کا سفر بھی پہلے کے مقابلے بہت ہی آسان ہے۔ جیسا کہ ہمارے مشاہدے میں ہے۔

انفوس ان لوگوں پر جن کے ہاتھ میں مصحف (قرآن مجید کا نسخہ) ہوتا ہے، زبان پر آیتیں ہوتی ہیں، مگر دل و دماغ حاضر نہیں ہوتا ہے۔ توجہ کبھی ادھر جاتی کبھی ادھر، حد تو اس وقت ہوتا ہے جب مصحف کی بے حرمتی ہوتی ہے، جیسے تیسے فرش پر رکھ دیا جاتا ہے، اس کے اوپر سے چھلانگ لگایا جاتا ہے، بچوں کو تھما دیا جاتا ہے وہ پھینک پھانک دیتے اور اس کے اوراق کو پھاڑتے ہیں۔ قرآن کریم کو محبت سے تلاوت کرنے کے بعد کسی ایسی اونچی جگہ پر رکھنا چاہیے جہاں وہ محفوظ رہے اور توہین نہ ہو سکے۔

4- پاک و صاف اور با وضو ہو کر تلاوت کریں: قرآن کریم کی تلاوت صاف ستھرا اور با وضو ہو کر کیا جائے، یہ بھی قرآن کریم کی تعظیم میں داخل ہے۔ ابو جہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمل کی طرف سے آئے، راستے میں ایک شخص کی ملاقات ہوئی، اس نے سلام کیا، آپ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیوار کے پاس آئے تیمم کیا پھر اس شخص کے سلام کا جواب دیا“ (صحیح بخاری، کتاب التیمم، باب التیمم فی الحضر، حدیث نمبر: 337)۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر سلام کا جواب بلا وضو اور تیمم کے دینا مناسب سمجھا تو آپ بدرجہ اولیٰ قرآن کریم کی تلاوت ناپاکی کی حالت میں نہ کرتے ہوں گے۔ اس لئے بھی کہ قرآن کی تلاوت سب سے بڑا ذکر ہے۔

مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اس دوران کہ آپ استنجاء کر رہے تھے، انہوں (قنفذ) نے سلام کیا، آپ نے جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ وضو بنا لیا اور معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ”میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ بلا وضو کے اللہ کا ذکر کروں“ (سنن ابوداؤد، علامہ البانی اس کی تصحیح کی ہے، ملاحظہ کریں، صحیح سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: 13)۔

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”اگر کوئی شخص ناپاکی کی حالت میں بھی قرآن پڑھے تو اس کے جواز پر اہل علم کا اجماع ہے۔ اور اس کے جواز پر بھی ڈھیروں حدیثیں ہیں، یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ ناپاکی کی حالت میں تلاوت کرنے والے شخص نے مکروہ عمل کا ارتکاب کیا، لیکن اتنا ضرور ہے کہ ایسا شخص افضل کا تارک شمار ہوگا“ (التبیان فی آداب حملۃ القرآن، ص 97)۔

5- مناسب اوقات کا انتخاب: اس میں دورائے نہیں کہ قرآن کریم کی تلاوت سارے اوقات میں جائز ہے۔ کسی بھی وقت میں تلاوت مکروہ نہیں۔ لیکن کچھ بابرکت اوقات ہیں جن میں تلاوت قرآن کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔ اس لحاظ سے دوران نماز قرآن کی تلاوت سب سے افضل اور متبرک ہے، پھر رات کے آخری پہر میں، جس کو ہم سحری کا وقت کہتے ہیں۔ پھر علی الاطلاق رات کی تلاوت، پھر فجر اور صبح کی تلاوت اس کے بعد دن کے سارے وقتوں کی تلاوت۔

7- بہتر طریقے قبلہ رو بیٹھنا: قاری مناسب منظر اور بیت کے ساتھ بیٹھے، ایسا لگے کہ وہ اللہ کی عبادت کے لئے بیٹھا ہے، اور خشوع و خضوع بھی اس کی شخصیت سے آشکارا ہو۔ اور جب کوئی بہتر طریقے سے تلاوت کرتا ہے تو دل بھی تلاوت کی طرف زیادہ آمادہ ہوتا ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”قاری کے لئے مستحب ہے کہ اگر وہ نماز میں نہ ہو تو کھڑے ہو کر تلاوت کرے، ٹیک نہ لگائے“ (الکلمات الحسان، ص 203)۔

ویسے آدمی کسی طرف رخ کر کے تلاوت کر سکتا ہے مگر بہتر رخ قبلہ ہے، اس لئے کہ عبادت گزار، دعا گزار، اور اللہ کی قربت کے متلاشی اسی رخ کو اختیار کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسی رخ کو اختیار کرنے کی تاکید کی ہے: ”اب ہم آپ کو اس قبلہ کی جانب متوجہ کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں، آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں“ (البقرہ: 144)۔

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”قبلہ رو ہو کر تلاوت کی جائے یہ اولیٰ ہے، ویسے آدمی کھڑا ہو کر، لیٹ کر، کسی بھی حال میں تلاوت کرے تو جائز ہے“ (التبیان فی آداب حملۃ القرآن، ص 104)۔ اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہو کر اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں و زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں“ (آل عمران: 191)۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں ٹیک لگاتے تھے حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی اور وہ قرآن بھی پڑھتے تھے“ (صحیح مسلم، کتاب الحجیض، باب: الاضطجاع مع الحائض فی لحاف واحد، حدیث نمبر: 301) اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام احوال میں تلاوت کیا کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بارے میں کہتی ہیں: ”میں اپنے بستر پر لیٹے لیٹے (قرآن کا) ایک حزب پڑھ لیتی ہوں“ (رواہ الفریابی فی فضائل القرآن، ص 230)۔

8- تلاوت سے قبل مسواک کرنا: تلاوت کرنے والا کلام پاک کے ادب کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے مسواک کر لے تو زیادہ بہتر ہے اس سے منہ کی صفائی اور رب کی خوشنودی بھی حاصل ہوتی ہے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب قیام اللیل کے لئے بیدار ہوتے تو مسواک سے اپنے منہ کی صفائی کرتے“ (صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب: السواک، حدیث نمبر: 245)۔ اور علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ”تمہارا منہ قرآن کا راستہ ہے، اسے مسواک کے ذریعہ صاف کر لو“ (رواہ ابن ماجہ، صحیحہ الالبانی، حدیث نمبر: 291)۔

9- تلاوت سے قبل اعوذ باللہ پڑھنا: قاری کے لئے تلاوت سے قبل اعوذ باللہ پڑھنا مسنون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”قرآن پڑھنے کے وقت راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو“ (النحل: 98)۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے

بندوں کو اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ حکم دیا ہے کہ وہ قرآن پڑھنے سے قبل اعوذ باللہ پڑھ لیا کریں، اور یہ حکم مسنون ہے واجب نہیں۔ اور اس امر پر اجماع ہے کہ استعاذہ قرآن کریم کی آیت نہیں ہے، اور تلاوت سے قبل اعوذ باللہ پڑھنے کی حکمت یہ ہے کہ شیطان قاری کو پریشان یا اس کو قرآن پر غور و فکر کرنے سے نہ روکے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں بیدار ہوتے تو تین بار تکبیر کہنے اور تسبیح و تہلیل کرنے کے بعد اعوذ باللہ بھی پڑھتے، ساتھ دیگر وظائف بیان کرتے۔ (سنن ابوداؤد، صحیحہ الالبانی، حدیث نمبر: 775)

اعوذ باللہ کا پڑھنا قرآن کریم سے قبل مشروع ہے۔ بعض لوگ حدیث، پند و نصیحت اور اس طرح دیگر مناسبات سے قبل پڑھتے ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”تلاوت سے قبل استعاذہ کرنا اس بات کا پیغام ہوتا ہے کہ اس کے بعد آنے والی چیز قرآن ہے، اس لئے کسی اور کے کلام سے قبل استعاذہ کرنا مشروع نہیں، جب سامع استعاذہ سنتا ہے تو وہ اس کے بعد کلام اللہ کے سننے کے لئے مستعد ہو جاتا ہے“ (إغاثة اللہفان من مصائد الشیطان، 92-1)

10- بسم اللہ پڑھنا: اس کی سنیت کی دلیل انس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت ہے کہتے ہیں: ”ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تھے، ہلکی پلک چھپکی، پھر مسکراتے ہوئے انہوں نے سر اٹھایا، ہم لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیسے ہنسے؟ کہا: ابھی میرے اوپر ایک سورت نازل ہوئی، پھر بسم اللہ کے بعد انہوں نے سورۃ الکوثر کی تلاوت کی“۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب: حجة من قال: بالبسملة آية من أول كل سورة، سوی براءة، حدیث نمبر: 400)۔ اس لئے حفاظ کے لئے ضروری ہے کہ تمام سورتوں کی تلاوت سے قبل بسم اللہ پڑھے سوائے سورۃ التوبہ کے، اکثر علماء نے بسم اللہ کو ہر سورت کی ایک مستقل آیت قرار دیا ہے۔

11- ترتیل کے ساتھ تلاوت کرے، بے جا سرعت سے گریز کرے: اہل علم ترتیل کے ساتھ تلاوت کرنے پر متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر (صاف) پڑھا کر“ (المزمل: 4) اور صاف ستھرے طریقے سے پڑھنا اسی وقت ممکن ہے جب آدمی بے جا استعجال سے گریز کرے، ہر آیت کو اس کا واجب حق دے۔ امام بغوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”ترتیل کے ساتھ قراءت کا مطلب یہ ہے کہ قاری آرام و سکون اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھے، حروف و حرکات کو واضح کرے“ (شرح السنہ 2/465)۔ آرام و سکون سے تلاوت کرنے کا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے قاری کو اس پر غور و فکر کرنے کا موقع ملتا ہے، ایسی تلاوت سے کیا فائدہ ہے کچھ سمجھ میں نہ آئے۔

افسوس ایسے قاریوں اور حافظوں پر جو رمضان اور غیر رمضان میں اس طرح تلاوت کرتے ہیں کہ لفظ کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ کوئی اس کے معنی کو سمجھنے کی

کوشش کرے۔ ایسا لگتا ہے کہ قرآن کو بطور عبادت نہیں بلکہ اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے، رمضان میں تو اور زیادہ کھیلاؤ کیا جاتا ہے، کوئی تین دن میں ختم کرتا ہے تو کوئی ہفتہ اور عشرہ میں اور سوائے خانہ پرپی اور رسم نبھانے کے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ ایسے حافظوں اور ایسی مسجدوں کے ائمہ کو اس خلاف سنت طریقہ سے بچنے کی توفیق دے، معاف کیجئے گا، اہل حدیثوں کی بعض مسجدوں میں بھی یہی صورت حال ہوتی ہے جس سے دل کو اذیت پہنچتی ہے۔ میرے خیال میں ایسے برق رفتار حافظوں کے اصلاح کی کوشش ہونی چاہیے۔

قائدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے انس بن مالک سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کے بارے میں پوچھا تو کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھینچا کرتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ میں "بسم اللہ" کو "الرحمن" کو "الرحیم" کو کھینچ کر پڑھتے تھے۔ (صحیح)

بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب: مد القرائۃ، حدیث نمبر: (5045)۔ حفصہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کے بارے کہتی ہیں کہ ترتیل کی وجہ سے سورت کا طول بڑھ جاتا تھا۔ (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب: جواز النافلة قائما وقاعدا، حدیث نمبر، (733)۔

تلاوت میں بے جاسرعت کو سلف نے ناپسند کیا ہے۔ ابو جمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابن عباسؓ سے کہا: میں بہت تیز قراءت کرتا ہوں، اور میں تین دن میں ایک ختم کرتا ہوں، تو ابن عباسؓ نے کہا: میں تدبر اور ترتیل کے ساتھ ایک رات میں صرف سورۃ البقرۃ پڑھوں زیادہ بہتر ہے کہ میں تمہاری طرح پڑھوں۔ (رواہ ابن کثیر فی فضائل القرآن، ص 236)

مجاہد رحمہ اللہ سے دو شخص کے بارے میں پوچھا گیا: ان میں سے ایک البقرہ پڑھا، دوسرے نے آل عمران تلاوت کیا، لیکن ان دونوں کا رکوع، سجدہ اور جلسہ برابر تھا، ان دونوں میں سے کون بہتر ہے؟ مجاہد نے کہا: جس نے صرف البقرہ کی تلاوت کی، پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ”قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے اتارا ہے کہ آپ اسے بہ مہلت لوگوں کو سنائیں اور ہم نے خود بھی اسے بتدریج نازل فرمایا“ (بنی اسرائیل: 106)۔ قرآن کے حروف و کلمات کی ادائیگی کے بغیر زیادہ پڑھا جائے اس سے کہیں بہتر ہے کہ آدمی تھوڑا پڑھے مگر ترتیل کے ساتھ پڑھے۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس موضوع پر بڑی عالمانہ اور محققانہ گفتگو فتح الباری (9/89) میں کی ہے، تفصیل کے لئے اسے پڑھا جاسکتا ہے۔

12- خوبصورت آواز میں تلاوت کرنا: امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سلف اور خلف علماء کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن کو خوبصورت آواز میں پڑھنا مستحب ہے۔ اور

اس کی متعدد دلیل احادیث میں موجود ہیں۔ براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں والتین والزیتون پڑھتے سنا، میں نے ان سے بہتر آواز اور قراءت کسی اور کی نہیں سنی“ (صحیح بخاری، کتاب الآذان، باب: القرائۃ فی العشاء، حدیث نمبر: 769)۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے لئے وہ اجازت نہیں دی جو نبی کے لئے قرآن گنگنانے کی دی“ (صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، حدیث نمبر: 5023)۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو قرآن کو گنگنا کر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے“ (صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب: وأسرروا قولکم أو اجهروا به، حدیث نمبر: 7527)۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو“ (سنن ابو داؤد، صحیح اللالبانی، حدیث نمبر: 1303)۔ ابن القیم رحمہ اللہ نے قرآن کریم کو خوبصورت آواز میں پڑھنے کی حکمت بھی بیان کی ہے تاکہ اللہ کا پیغام آدمی کے دل و دماغ میں ٹھیک طریقے سے بیٹھ جائے۔ اور اس طرح قرآن پڑھنے کا جو مقصود ہے وہ بھی حاصل ہو جائے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، 1/489-490)۔ یہاں پر یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ قرآن کو گنگنانے یا اس کو خوبصورت آواز میں پڑھنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کو تصنع اور تکلف سے پڑھا جائے، جس سے قرآن کا معنی و مطلب تو بگڑے ہی ساتھ ہی قاری کا چہرہ مہرہ بھی بگڑ جائے۔ جو لوگ بھی سلف کے واقعات اور ان کی زندگیوں سے واقف ہیں وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ ان کے یہاں گانے بجانے اور موزون طریقے سے قرآن کے پڑھنے کا رواج نہیں تھا، یہ ساری چیزیں بعد کی پیداوار ہیں جن کو تغنی اور تزئین قرآن کے نام پر گوارہ کیا جاتا ہے، اس بدعت سے بھی سماج کو نجات دینے کی ضرورت ہے، خاص طور سے قرآن کے مسابقتوں میں ان چیزوں کے دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔

قرآن کریم کی آیتوں پر غور کرنا، تلاوت کے دوران رونا (دیکھانے کے لئے بلکہ اللہ کے خوف سے)، اگر کوئی مفسدہ نہ ہو تو بلند آواز سے تلاوت کرنا، بلا ضرورت قراءت کو منقطع نہ کرنا، تلاوت کی ابتداء اور انتہا کا خیال رکھنا، ہر آیت پر رکنا، آیت تسبیح پر تسبیح کرنا اور عذاب والی آیت پر تعوذ پڑھنا، جب نیند کا غلبہ ہو تو تلاوت نہ کرنا، آیت سجدہ کے وقت سجدہ کرنا، کم سے کم تین دنوں میں قرآن ختم کرنا وغیرہ یہ سب ایسے آداب و احکام ہیں جن کا قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے ہمیں ضرور بروئے کار لانا چاہیے تاکہ ہم اللہ رب العالمین کے انعام و اکرام کے پورے طور پر حقدار بن سکیں۔

☆☆☆

نماز تراویح کی فضیلت و اہمیت

مولانا محمد فاروق محمد الیاس سلفی
استاد المعهد الاسلامی السلفی رچھا

و ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام کیا اس کے پچھلے سارے (صغیرہ) گناہ بخش دئے جائیں گے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے اور اس کے استحباب پر علماء کا اتفاق ہے (شرح مسلم للنووی 3/298)۔ علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث قیام رمضان یعنی نماز تراویح کی فضیلت و استحباب پر دلالت کرتی ہے۔ (نیل الاوطار للشوکانی 2/265)۔

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ رمضان المبارک کی راتوں میں قیام رمضان نبی کی سنت ہے آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی ترغیب دیتے اور شوق دلاتے تھے قیام رمضان (نماز تراویح ادا کرنے) سے انسان کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ رمضان المبارک میں کئے جانے والے اعمال میں سے تراویح پڑھنا ایک اہم مستحب اور مسنون عمل ہے۔ یعنی راتوں کو اللہ کی عبادت اور اس کی بارگاہ میں عجز و نیاز کا اظہار کرنا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمن کی جو صفات بیان کی ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے: ”(وَالَّذِينَ يَبْتُغُونَ لِسِرِّهِمْ سُبْحًا وَفَيْسًا)“ ان کی راتیں اپنے رب کے سامنے قیام و تہجد میں گزرتی ہیں۔ (سورۃ الفرقان: ۶۷) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شرف المؤمن صلاته باللیل و استغناؤه فی ایدی الناس“ ”مومن کی بزرگی قیام اللیل میں ہے اور عزت لوگوں سے استغناء میں ہے (سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: 1903) نیز ارشاد رسول ہے: عَلَیْكُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَإِنَّهُ دَابُّ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمُكَفَّرَةٌ لِّلْسِیِّئَاتِ وَمُذْهَبَةٌ عَنِ الْاِثْمِ (صحیح الجامع الصغیر للالبانی: 4079) اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ علیہم اس کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ اور ہر دور کے علماء کرام اور متقی و پرہیزگار کا یہ امتیاز خاص رہا ہے۔ خصوصاً رمضان المبارک میں اور اس کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس طرح رمضان کا روزہ رکھنا پچھلے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک میں نماز تراویح بھی پڑھنا پچھلے گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ”من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه“ جس نے ایمان کے ساتھ اور اجر و ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام

محترم قارئین! رمضان المبارک ایک فصل بہار ہے جس میں برائیوں اور فواحش و منکرات کے بہت سے کانٹے ختم ہو جاتے ہیں، تقویٰ کے پھول کھلتے ہیں، نیکیوں کے غنچے چمکتے ہیں، عبادت کی کلیاں مسکراتی ہیں اور مسلمان کے قلب و نگاہ میں ہر طرف بہار ہی بہار نظر آتی ہے۔ رمضان المبارک نزول قرآن کا بھی مہینہ ہے یہی وجہ ہے کہ رمضان اور قرآن میں ایک خصوصی ربط ہے۔ رمضان میں تلاوت قرآن کی مختلف صورتیں ہیں جن میں سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ رات کو نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔ نماز تراویح اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔

نماز تراویح کو قیام رمضان، صلاة فی رمضان، قیام اللیل، صلاة اللیل، تہجد وغیرہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ سب ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں ان میں کوئی فرق نہیں ہے اور اس کا وقت نماز عشاء سے لیکر نماز فجر تک ہے رات کے کسی بھی حصے میں پڑھی جاسکتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کان رسول اللہ یصلی فیما بین ان یفرغ من صلاة العشاء الی الفجر احدی عشر۔ رکعة ویسلم بین کل رکعتین ویوتر بواحدة۔ (صحیح مسلم: 736) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء اور نماز فجر کے درمیان گیارہ رکعت ادا کرتے تھے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے لہذا اس کی اہمیت کے پیش نظر یہ اشد ضروری ہے کہ اس کے فضائل سے عوام کو آگاہ و باخبر کیا جائے تاکہ وہ اس کے قیام پر خصوصی توجہ دیں اور اجر عظیم کے مستحق قرار پائیں۔ محترم قارئین! رمضان المبارک میں قیام اللیل کو بہت اہمیت و فضیلت حاصل ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی راتوں میں تو اتر و کثرت کے ساتھ نماز، تسبیح و تہلیل اور قرأت قرآن میں مشغول رہتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یرغب فی قیام رمضان من غیر ان یأمرهم بعزیمۃ ویقول من قام رمضان ایماناً و احتساباً، غفر له ما تقدم من ذنبه (صحیح بخاری: 37، صحیح مسلم: 759) ”یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو قیام رمضان (نماز تراویح) کے سلسلہ میں تاکید حکم تو نہیں دیتے تھے البتہ انھیں اس کی ترغیب دیتے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: جس شخص نے ایمان کے ساتھ اور اجر

ہیں۔ (یعنی رات کا آخری حصہ) کیونکہ لوگ یہ قیام رات کے شروع ہی میں کر لیتے تھے۔ (صحیح بخاری: 2010) اس حدیث میں بھی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کے لیے قیام کا لفظ استعمال کیا، ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے تو آپ نے ہمیں نماز (تراویح) نہیں پڑھائی، یہاں تک کہ رمضان کے صرف سات دن باقی رہ گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کی تیسویں رات کو ہمیں تہائی رات تک قیام کرایا، پھر چھ سو رات کو آدھی رات تک قیام کرایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ستائیسویں رات کو نماز پڑھائی۔ اور اپنے گھر والوں اور اپنی عورتوں کو بھی بلایا، آپ نے ہمارے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ ہمیں فلاح کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہوا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا: فلاح کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے کہا: سحری ہے۔ (سنن ترمذی: 806) (سنن ابوداؤد: 1375)۔

اس حدیث میں بھی تراویح کی جگہ قیام کا لفظ استعمال ہوا، اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشاء کے بعد سے سحری تک یہ قیام اتنی دیر تک کیا کہ سحری فوت ہونے کا ڈر پیدا ہوا تو پھر سوال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تہجد کب پڑھی؟ اور قرآنی آیات میں جو قیام اللیل کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا وہ سال کی تمام راتوں کو شامل ہے خواہ وہ رمضان ہو یا غیر رمضان، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں ایک ہی نماز پڑھا کرتے تھے، عام دنوں میں جو آپ تہجد پڑھتے رمضان میں وہی تہجد تراویح کہلاتی، رمضان کی فضیلت کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کثرت سے قیام اللیل کرتے تھے تو کچھ لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ شاید تراویح اور تہجد الگ الگ نمازیں ہیں، جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رمضان میں تراویح کے علاوہ تہجد پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں، امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی تہجد اور تراویح دونوں کو ایک سمجھتے تھے، تفصیل کے لئے دیکھئے: [فیض الباری 2/420]

متعدد علماء نے اس شخص کو تہجد پڑھنے سے منع فرمایا ہے جس نے نماز تراویح پڑھ لی ہو۔ [قیام اللیل للمروزی بحوالہ فیض الباری: 2/420]

حنفی عالم انور شاہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں: جن راتوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز تراویح پڑھائی ان راتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تہجد کی نماز نہیں پڑھی، (فیض الباری 2/420) (عرف الشذی، 329)

حنفی عالم رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں: اہل علم پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ

کیا۔ (نماز تراویح پڑھا) اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بخاری 2009/مسلم/759) یاد رہے رات میں نماز پڑھنا تہجد کہلاتا ہے اور اسے ہی قیام اللیل بھی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ (اور رات کے کچھ حصے میں اس (قرآن) کے ساتھ تہجد پڑھیں، یہ آپ کے لئے ایک زائد عبادت ہے) (سورہ اسراء: 79) اور فرمایا: يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُ مَلِّمِ الْيَسْلَ إِلَّا قَلِيلًا (اے کپڑے میں لپٹنے والے! رات کو قیام کیجئے مگر تھوڑا) (سورہ منزل: 2، 1) اور فرمایا: (إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ) (یقیناً آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ دو تہائی رات کے قریب یا اس کا آدھا یا اس کا ایک تہائی حصہ قیام کرتے ہیں اور ان لوگوں میں سے ایک گروہ بھی جو آپ کے ساتھ ہیں۔ (سورہ منزل: 20)

رمضان کی جن تین راتوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تہجد یعنی تراویح کی جماعت کروائی اس میں بھی صلاۃ اللیل کا لفظ آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں اپنے حجرہ کے اندر (تہجد کی) نماز پڑھتے تھے۔ حجرے کی دیواریں پست تھیں اس لیے لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ صبح کے وقت لوگوں نے اس کا ذکر دوسروں سے کیا۔ پھر جب دوسری رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں اس رات بھی کھڑے ہو گئے۔ یہ صورت دو یا تین رات تک رہی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ رہے اور نماز کے مقام پر تشریف نہیں لائے۔ پھر صبح کے وقت لوگوں نے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انی خشیت أن تکتب علیکم صلاۃ اللیل میں ڈر گیا کہ کہیں رات کی نماز (تہجد) تم پر فرض نہ ہو جائے۔ (اس خیال سے میں نے یہاں کا آنا ناغہ کر دیا) (صحیح بخاری: 2790-سنن ابوداؤد: 1373، سنن نسائی: 1604) اس حدیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کے لیے قیام اللیل کا لفظ ذکر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: (یا عبد اللہ! فلاں لا تکن مثل فلاں، کان یقوم اللیل فترك قیام اللیل) (اے عبد اللہ! فلاں کی طرح نہ ہو جانا وہ رات میں عبادت کیا کرتا تھا پھر چھوڑ دی) (صحیح بخاری: 1152)۔ اس حدیث میں بھی قیام اللیل کا لفظ آیا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو رات کے اول وقت میں تراویح پڑھتے دیکھا تو فرمانے لگے: (أفضل من التی یقومون یرید آخر اللیل، وکان الناس یقومون أوله) (رات کا وہ حصہ جس میں یہ لوگ سو جاتے ہیں اس حصہ سے بہتر اور افضل ہے جس میں یہ قیام کرتے

ساتھ قیام رمضان (تراویح ادا) کرتا ہے تو اس کے لئے پوری رات کا قیام لکھ دیا جاتا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: من قام ليلة القدر ایمانا واحتسابا غفر ما تقدم من ذنبه (صحیح بخاری: 2009، صحیح مسلم: 759) یعنی جس نے رمضان کی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور اجر و ثواب کی نیت سے قیام کیا (تراویح پڑھی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نماز تراویح نقلی عبادتوں میں سے سب سے اہم عبادت ہے اللہ سے قریب ہونے کا بہترین ذریعہ ہے اس سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں اللہ اور مخلوق کے درمیان مناجات کا بہترین وسیلہ ہے۔ یہ اللہ کے رسول کی سنت اور نیک و صالح لوگوں کی رات کا وظیفہ ہے۔ برائیوں کے خاتمے اور گناہوں سے دور رہنے کا سبب ہے لہذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی اس اجر و ثواب کے مستحق ہوں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کو پورے رمضان ادا کریں۔ اور نماز تراویح ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں اس بات کا علم ہو کہ نماز تراویح کتنی رکعت ہے اور کس وقت اور کس طرح اور کہاں ادا کی جائے تاکہ ہم اس کو صحیح طریقے سے سنت رسول کے مطابق ادا کر سکیں۔ اس لئے کہ دین اسلام کے کسی بھی حکم پر عمل کرنے سے پہلے اس کے بارے میں علم کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ عمل کی درستی علم پر موقوف ہے۔ اور جب تک کسی بات سے متعلق صحیح علم نہ ہو تو اس پر ٹھیک طرح سے ہرگز ہرگز عمل نہیں کر سکتے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اے اللہ تو تمام مسلمانوں کو اس عمل عظیم کو سچے دل و اخلاص نیت اور ایمان کے ساتھ اپنی رضا کی خاطر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمارے پچھلے تمام گناہوں کو بخش دے۔ آمین تقبل یا رب العالمین۔

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

کتاب الآداب

مؤلف: فواد بن عبدالعزیز الشلہوب

مترجم: محمد نعیم محمد شفیع سلفی

تقدیم

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

صفحات: 665 قیمت: -/300

قیام رمضان (تراویح) اور قیام اللیل (تہجد) فی الواقع دونوں ایک ہی نماز ہیں، جو رمضان میں مسلمانوں کی آسانی کے لیے اول شب میں مقرر کر دی گئی، لیکن اب بھی عزیمت اسی میں ہے کہ آخر شب میں ادا کی جائے، (لطائف قاسمیہ، 17_13 مکتوب سوم)

لہذا ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ قیام اللیل، صلاۃ اللیل، تہجد، قیام، قیام رمضان، یہ سب ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں، جن کو رمضان میں ہم تراویح کہہ لیتے ہیں، جو تراویح پڑھ لے اسے تہجد پڑھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ تہجد ہی کا دوسرا نام تراویح ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: تراویح ترویج کی جمع ہے اور ترویج کا معنی: ایک دفعہ آرام کرنا ہے۔ جیسے تسلیمہ ایک دفعہ سلام کرنے کو کہتے ہیں۔ رمضان المبارک کی راتوں میں نماز عشاء کے بعد باجماعت نماز کو تراویح کہا جاتا ہے اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب پہلی بار اس نماز پر مجتمع ہوئے تو ہر دو سلاموں (چار رکعتوں) کے بعد کچھ دیر آرام فرماتے تھے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج 4/317)

قارئین کرام! نماز تراویح یہ نقلی عبادت ہے اور حدیث میں نقلی عبادت کی بڑی اہمیت و فضیلت ہے فرمان رسول ہے جب قیامت کے دن فرائض کا حساب ہوگا تو اگر کسی کے فرائض میں کمی ہوگی تو اللہ فرشتوں کو حکم دے گا میرے بندے کے نامی اعمال کو دیکھو کیا اس میں نقلی نمازیں ہیں اگر ہوں گی تو نفلوں کے ذریعہ فرضوں کی کمی پوری کر دی جائے گی (صحیح نسائی: 453) یہی نہیں بلکہ نفل نماز کے ذریعہ درجات بلند ہوتے اور گناہ مٹائے جاتے ہیں جیسا کہ فرمان رسول ہے: علیک بکثرة السجود فانک لا تسجد لله سجدة الا رفعک الله بها درجة وحط عنک بها خطیئة (صحیح مسلم: 488) یعنی تم زیادہ سے زیادہ سجدے کیا کرو کیونکہ تم اللہ کی رضا کے لئے ایک سجدہ کرو گے تو وہ اس کے بدلے تمہارا ایک درجہ بلند کرے گا اور تمہارا ایک گناہ مٹا دے گا۔ حدیث میں کثرت سجدوں سے مراد فرائض کے علاوہ نماز نفل کثرت سے پڑھنا ہے۔ اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے: افضل الصلاة بعد الصلاة المفروضة صلاة اللیل۔ یعنی فرض نماز کے بعد افضل ترین نماز صلاۃ اللیل ہے۔ (صحیح مسلم: 1163) ماہ رمضان میں نبی کے قیام رمضان کے تعلق سے حدیث میں آتا ہے: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر شد مئزره وأحیا لیلہ وأیقظ أهله یعنی جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آجاتا تو آپ عبادت کے لئے کمر بستہ ہو جاتے، شب زندہ داری کرتے یعنی رات کو جاگتے اور اپنے گھروالوں کو بھی جاگتے۔ (صحیح بخاری: 2024) یہی نہیں بلکہ نبی کریم کا ارشاد بھی ہے۔ من قام مع الامام حتی ینصرف کتب له قیام لیلۃ (ابوداؤد: 2375-صحیح) یعنی جو شخص امام کے

شب قدر کے خصائص و امتیازات

اس ماہ کی امتیازی خصوصیت صلاۃ التراويح کا قیام بھی ہے۔ ماہ رمضان میں قیام اللیل کی سنیت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس ماہ میں ایمان و احتساب کے ساتھ صیام و قیام گناہوں کی مغفرت کا سبب و ذریعہ ہیں من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه (مسلم: ۷۵۹-۷۶۰) قیام رمضان سے مراد صلاۃ تراویح ہے یعنی صلاۃ تراویح سے قیام کا مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔

☆ ماہ رمضان کا صوم فرض ہے۔ اور یہ دس ماہ کے صوم کے برابر ہے۔ من صام رمضان ثم اتبعه سنا من شوال كان كصيام الدهر (مسلم: ۱۱۶۴)
☆ ماہ رمضان میں اعمال کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ بالخصوص عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہو جاتا ہے۔ البتہ حج کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی۔ و عمرہ فی رمضان تعدل حجة۔

☆ ماہ رمضان میں قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرنا اس کا مدارسہ (دور) کرنا، پڑھنا پڑھانا مستحب ہے۔ ویسے مطلق طور پر قرآن کی تلاوت مستحب اور عبادت ہے۔ البتہ رمضان میں اس کی اہمیت موکد ہے۔ جبرئیل علیہ السلام رمضان کی شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات فرماتے اور قرآن کریم کا مذاکرہ و مدارسہ کراتے تھے۔

☆ ماہ رمضان میں افطار صائم ایک مستحب عمل اور کارِ ثواب ہے جس کی ترغیب و فضیلت احادیث میں خوب بیان کی گئی ہے۔ من فطر صائما كان له مثل اجره غیر انه لا ينقص من اجر الصائم شيئا (ترمذی: ۸۰۷)

☆ اس ماہ میں ایک شب ہے جسے شب قدر، لیلة القدر سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کی قدر و منزلت کی وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مکمل ایک سورت ”سورة القدر“ نامی نازل فرمائی۔ یہ وہ مبارک رات ہے جس میں تقدیر کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ اور سال بھر جو کام ہونے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرماتا ہے فرشتے اس کی تنفيذ کرتے ہیں۔

☆ اس ماہ مبارک کا آخری عشرہ اہل ایمان اور طاعت گزاروں کے لئے بڑی اہمیت اور شرف کا حامل ہے۔ اس عشرے میں شب قدر واقع ہوتی ہے۔ اسی عشرے میں مساجد میں اعتکاف کرنا مشروع و مسنون ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تاحیات اس عمل مبارک کی موافقت فرماتے رہے اور آپ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا یہ عمل رہا۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے ان

ماہ رمضان المبارک عربی و اسلامی تقویم کا نواں مہینہ ہے۔ یہ ایک اہم بابرکت اور معظم مہینہ ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ کی آمد کا انتظار فرماتے اور یہ دعا کرتے اللهم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان نیز اہل ایمان کو اس ماہ کی آمد کی بشارت کے ساتھ اس کے فضائل و برکات سے مستفید ہونے کی ترغیب بھی دیتے تھے۔ اس سے فائدہ اٹھا کر جو اپنی مغفرت کرا لے وہ خوش نصیب اور جوان

ساعات سے غافل رہ کر مغفرت سے محروم رہا وہ واقعی محروم اور بد نصیب ہے۔ اس ماہ مبارک کی عظمت و فضیلت پر مشتمل متعدد نصوص کتب احادیث میں وارد ہیں جن کا تذکرہ طوالت کا باعث ہے۔ ان میں سے صرف ایک حدیث کا مفہوم کچھ یوں ہے۔ تم پر رمضان کا مہینہ سایہ لگن ہے، یہ بابرکت مہینہ ہے۔ اس کا صیام اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کیا ہے اسمیں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، سرکش شیاطین و جن جکڑ دیئے جاتے ہیں اس ماہ میں ایک ایسی رات ہے جو ایک ہزار مہینہ سے بہتر ہے جو اس کے خیر سے محروم رہا وہ واقعی محروم قسمت ہے۔ (رواہ النسائی و احمد و صححہ الالبانی فی صحیح الترغیب: ۹۹۹)

ماہ رمضان کے امتیازات: اس فضیلت و مرتبت کے ساتھ ماہ رمضان کو دیگر اسلامی مہینوں پر کچھ امتیازات حاصل ہیں جنہیں یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

☆ اسی ماہ سرچشمہ رشد و ہدایت قرآن کریم کا نزول ہوا۔ اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَرَّكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ (سورہ دخان: ۳) بلکہ تمام آسمانی کتابیں اسی ماہ میں انبیاء کرام پر نازل ہوئیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے لئے مکمل اس ماہ کا صوم فرض کیا، یہ صوم اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے چوتھا اہم رکن ہے۔

☆ اس ماہ کی آمد کے ساتھ فیضانِ رحمت الہی بڑھ جاتا ہے۔ جنت کو سنوار دیا جاتا ہے اس کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ سرکش شیطان پابند سلاسل کر دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ایسا پورا ماہ رہتا ہے۔

☆ اس ماہ مقدس میں غفران الہی کا فیضان ہوتا ہے اور ہر شب جہنم سے بندوں کی آزادی و گلو خلاصی ہوتی ہے۔ للہ عند کل فطر عتقاء (صحیح الترغیب: ۹۸۷)

نزول ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ خیر و برکت اور رحمت و امان اور سلامتی کا فیضان پوری رات ہوتا رہتا ہے۔

۵۔ یہ شب از ابتداء تا انتہا شب امان و سلامتی ہے، یعنی اہل ایمان اس شب شیطان کے شر سے سلامتی میں رہتے ہیں یا فرشتے اہل ایمان و اہل مساجد پر طلوع فجر تک سلام بھیجتے ہیں، یا فرشتے آپس میں ایک دوسرے کو سلام پیش کرتے ہیں۔ سَلِّمُ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ (سورہ القدر)

۶۔ اس شب کی عظمت، اہمیت اور اس کے رتبہ و مقام کی تہہ تک پہنچنا انسان کے بس میں نہیں ہے اس کے قدر و مرتبہ کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ یہ مفہوم وَمَا آذُرُ نَكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ کے استفہام سے مترشح ہوتا ہے۔

۷۔ یہی وہ شب ہے جس میں سال بھر جو کام ہونا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ اسی شب فرماتے ہیں یعنی ارزاق، آجال، حوادث وغیرہ کی تفصیل لوح محفوظ سے فرشتوں کے حوالہ کی جاتی ہے۔ فرشتے اور جبرئیل امین اس کے مطابق عمل درآمد کرتے ہیں اور اللہ کے حکم کی تصفیہ کرتے ہیں۔ اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَرَّكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ (الدرخان: ۴-۵) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ نصف شعبان کی رات دوسرے شعبان تک لوگوں کی عمر کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے پیش نظر بعض مفسرین نے اس سے شعبان کی پندرہویں رات مراد لی ہے۔ جو عموماً شب براءت کے نام سے مشہور ہے۔ مگر یہ روایت مرسل ہے۔ قاضی ابوبکر ابن العربی لکھتے ہیں کہ شعبان کی پندرہویں رات سے متعلق کوئی روایت قابل اعتماد نہیں ہے نہ اس کی فضیلت کے بارے میں اور نہ اس کے بارے میں کہ اس رات قسموں کے فیصلے ہوتے ہیں۔ (افادات از تفسیر محمد عبده الفلاح ص ۵۹۱)

۸۔ صحیحین کی ایک روایت کے مطابق ایمان و احتساب اور حصول رضوان کی صدق نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کرنے والے کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ من قام ليلة القدر ايماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه (بخاری و مسلم)

۹۔ یہ شب شب استجاب دعا ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے استفہام پر یہ دعا بتائی۔ ”اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عني“ (افادات از توضیح الاحکام، ۳/۲۳۴)

لیلۃ القدر کونسی رات ہے؟ لیلۃ القدر کی تعیین میں علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے چالیس سے زائد اقوال اپنی کتاب

النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاه اللہ ثم اعتکف ازواجه من بعده (متفق علیہ)

ان مواصفات کے ساتھ یہ مہینہ شہرِ جو دوسخا اور شہرِ صدقات و احسان ہے۔ شہرِ توبہ و استجابت و دعوات ہے۔ مضاعفت اجر و ثواب کے ساتھ ساتھ بندوں کے لئے وسعت رزق و فراخی کا مہینہ بھی ہے۔ اسے شہرِ الصبر بھی کہا جاتا ہے۔

شب قدر وجہ تسمیہ: شب قدر کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال ہیں۔ ”قدر“ بمعنی عظمت و منزلت کے ہیں، چونکہ یہ شب بڑی عظمت و برتری اور منزلت کی حامل ہے اس لئے شب قدر کہتے ہیں۔

”قدر“ بمعنی اندازہ کرنے اور فیصلہ کرنے کے ہیں، چونکہ اس شب میں سال بھر میں جو کام ہونے ہوتے ہیں اس کی تفصیل فرشتوں کے حوالہ ہوتی ہے اور وہ اس کی بحکم الہی تصفیہ کرتے ہیں، گویا سال بھر کے کام کے فیصلے ہوتے ہیں اسی لئے اسے لیلۃ الحکم بھی کہا جاتا ہے۔

۳۔ قدر بمعنی تنگی کے بھی ہیں۔ اس رات اتنی کثرت سے زمین پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے، شب قدر یعنی تنگی کی رات، یا اس لئے نام رکھا گیا کہ اس رات جو عبادت کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی بڑی قدر ہے۔ اس پر بڑا ثواب ہے۔ (احسن البیان ص ۱۲۱۹)

شب قدر کی خصوصیت: شب قدر ایسی شب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو خصوصیت کے ساتھ عطا فرمایا، یہ شب تا قیامت باقی رہے گی، اس کے سوا اور بھی خصوصیات ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اس شب کی فضیلت کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل سورت نازل فرمائی اور اس کا نام سورۃ القدر ہے۔

۲۔ اس کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس مقدس رات میں انسانوں کے رشد و ہدایت کا منبع اور خیر و برکت کا سرچشمہ قرآن کریم کا نزول ہوا، جو پوری انسانیت کے لئے رحمت اور اس پر عظیم احسان ہے، علماء تفسیر نے لکھا ہے کہ اولاً قرآن پاک شہر رمضان میں شب قدر کو لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر بیت العزہ میں بتامہ نازل کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ۲۳ سال میں بتدریج حسب ضرورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔

۳۔ یہ رات اور شب بڑی عظمت، برکت اور فضیلت والی ہے، کیونکہ اس ایک شب کی عبادت کا ثواب اس کے سوا ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (القدر: ۳)

۴۔ اس شب جبرئیل علیہ السلام کی قیادت میں آسمان سے زمین تک فرشتوں کا

رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے اس کی علامت بیان فرمائی اس میں سے یہ بھی ہے ”ان الشمس تطلع يومئذ لا شعاع لها“ صحیح الجامع الصغیر میں یوں مذکور ہے۔ ”ليلة القدر ليلة بلجة لا حارة ولا باردة ولا سحاب فيها ولا مطر ولا ریح ولا یرمی فیها بنجم“ اسی مفہوم کی تائید ابن خزیمہ کی ایک روایت سے ہوتی ہے۔ (صحیح الجامع ج ۲، ۵۷، صحیح ابن خزیمہ: ۲۱۹۰)

اسی طرح بسا اوقات ہلکی ہلکی بارش کو بھی اس کی علامات میں شمار کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک صحیح حدیث سے یہ مفہوم اخذ کیا جاتا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ ”قد رأیت هذه الليلة فانسيتها، فالتمسوها في العشر الاواخر في الوتر، وقد رأيتني اسجد في ماء وطين“ (صحیح بخاری: ۲۰۱۸، سنن نسائی ۱۳۵۶) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روای حدیث بیان فرماتے ہیں کہ اس سال اکیسویں شب کو بارش ہوئی، مسجد نبوی کجھور کے پھونس کی تھی، مسجد ٹپکی، ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی پیشانی پانی وٹی سے تراوا لودھی۔

شب قدر کے اعمال: احیاء شب قدر کے لیے کوئی مخصوص عمل، یا عبادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے مگر یہ شب نماز، تلاوت قرآن، تسبیح و تہلیل، تہجد و تکبیر، توبہ و استغفار اور انابت الی اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام میں گذرنی چاہئے۔ نیز گریہ و زاری، عجز و انکساری کے ساتھ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے بکثرت اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنی چاہئے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی دعا کا خصوصاً اور درکارنا چاہئے۔ ”اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عني“ اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا ہے تو معافی کو پسند کرتا ہے۔ اس لیے مجھے اپنے فضل سے معاف فرما دے۔

یہ شب قدر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک بیش بہا تحفہ اور گرانقدر انعام ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس رات کا ہر لمحہ قیمتی سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ دل و دماغ کی تطہیر اور اس کے تزکیہ کی کوشش کی جائے۔ رب تعالیٰ کی جناب میں رو رو کر گڑ گڑا کر مغفرت کی دعائیں اور جہنم سے آزادی اور جنت کے حصول کی دعائیں کی جائیں۔ اور دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر اس رات کو اللہ کی عبادت کے لیے وقف کر دیا جائے۔ رب ذوالجلال سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس شب کی قدر و منزلت پہچاننے کی توفیق بخشے اور اپنی رضا و رضوان سے نوازے، جہنم سے نجات دے کر جنت الفردوس کا ملکین بنائے اور بروز قیامت انبیاء، صدیقین، شہداء اور صلحاء کی مرافقت نصیب فرمائے۔ آمین

☆☆☆

”الفتح“ میں ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے راجح قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں ہوا کرتی ہے۔ اور یہ رات منتقل ہوتی رہتی ہے۔ جیسا کہ احادیث شریفہ سے مفہوم ہوتا ہے۔

حضرات شوافع اکیسویں یا تیسویں شب اس کی زیادہ امید رکھتے ہیں۔ جبکہ جمہور علماء کا رجحان ستائیسویں شب کی طرف ہے۔ لیکن امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کے ترجمہ الباب ”باب تحوی ليلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر“ سے یہ راجح ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان میں اس کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں ہوا کرتی ہے نہ کہ کسی ایک متعین رات میں۔ اس بابت وارد جملہ احادیث و اخبار اسی بات پر دلالت کرتے ہیں۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے: ”تحروا ليلة القدر فی العشر الاواخر من رمضان، وفی رواية اخرى“ تحروا ليلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر“ (بخاری) مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: مرعاة المفاتیح: ۱۲۱/۷

اخفاء شب قدر کی حکمت: اللہ تعالیٰ نے بندوں سے اس رات کو مخفی رکھا تاکہ بندے پورا عشرہ نہایت ہی تن دہی، محنت اور شوق سے شب بیداری اور طاعت گذاری کے ذریعہ اس شب کو تلاش کریں اور عبادت و ریاضت میں اپنے کو مصروف رکھیں اور رب تعالیٰ سے تقرب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح کثرت عمل سے کثرت ثواب و جزاء حاصل ہوگا۔

اسی طرح بندوں میں امتیاز اور ان کا امتحان لینا بھی مقصود ہو سکتا ہے۔ کہ ان میں سے کون اس شب کے حصول میں سرگرداں، اس کا حریص اور متلاشی ہے اور کون لا پرواہ کاہل اور غافل ہے۔

شب قدر کی علامات: یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہوا کرتی ہے۔ لیکن اس کی کوئی تعیین نہیں ہے۔ بسا اوقات اس کی بعض علامتیں اللہ تعالیٰ بعض بندوں پر ظاہر و منکشف فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ روایت سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ کو وہ رات خواب میں دکھائی گئی اور پھر بھلا دی گئی۔ تاہم بعض احادیث و آثار میں اس کی بعض علامات اور نشانیوں کا ذکر ملتا ہے۔ جسے اہل علم نے کچھ یوں اخذ کیا ہے۔

یہ شب بڑی پر کیف اور نورانی ہوتی ہے۔ چاروں طرف ایسی روشنی پھیلی رہتی ہے جو عام راتوں میں نہیں ہوا کرتی، اس شب آسمان صاف ہوگا، موسم معتدل ہوگا۔ نہ زیادہ گرمی ہوگی نہ زیادہ ٹھنڈک، اس کی صبح طلوع آفتاب کی شعائیں بدرکامل کی شعاعوں کی مانند ہوگی۔ نہ بدلی ہوگی اور نہ تیز بارش اور نہ ہی تیز ہوائیں ہوں گی۔ اس رات کو کوئی ستارہ آسمان سے نہیں ٹوٹتا جیسا کہ مسلم کی ایک روایت میں ابی بن کعب

اہل حدیث منزل کی تعمیر و تکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے: (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدر پور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ و روغن کا سامان یا قیمت مہیا کر کے تعاون فرمائیں اور مال و اولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

امتحان کی تیاری کے وقت ذہنی تناؤ اور اس کا حل

یہ بھی حقیقت ہے کہ امتحان کا ٹینشن کسی ایک طالب علم تک محدود نہیں ہے۔ ملک کے ہزاروں طلباء ہر سال بورڈ کے امتحان سے گزرتے ہیں۔ مالدار گھرانوں کے سیکڑوں طلباء اپنے گارجین کی وساطت سے ڈاکٹروں اور نفسیاتی امراض کے ماہرین کے چکر لگاتے ہیں اور ذہنی تناؤ، احساس ناامیدی اور محرومی زائل کرنے کے لیے کاؤنسلنگ کا سہارا لیتے ہیں۔ اس طرح کے دباؤ اور ٹینشن کی صورت میں بعض طالب علم کی یکسوئی کا لیول گر جاتا ہے۔ اس لیے تمام طلباء کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ پُر اعتماد رہیں۔ مثبت انداز فکر اپنائیں۔ ہر چیز کا روشن پہلو دیکھیں۔ اپنی صلاحیت و استعداد کا خود اندازہ لگائیں۔ اپنے حدود کو پہچانیں اور اس میں عمل کریں۔ مسائل کا سامنا کریں۔ ہر سرد و گرم حالت کو جھیلنے کی عادت ڈالیں۔ معاشرہ کے لوگوں کا اخلاقی تعاون باعث برکت ہوتا ہے۔ ان کی دعائیں اور نیک خواہشات حاصل کریں۔ دوسرے ہم جماعت کی ذہانت، تیاری اور پروگریس پر رشک نہ کریں اور نہ اس بات کی فکر کریں کہ دوسرے ساٹھی تیاریاں پوری کر کے نظر ثانی بھی کر رہے ہیں اور وہ ابھی تک پڑھائی شروع کرنے کی پلاننگ ہی کر رہا ہے۔ ”اب وقت بہت کم ہے“، ”8-8 مضمین کیسے پورے ہوں گے“، ”اب میں کیا کروں“، ”کاش کہ ہم نے پورے سال پڑھائی کی ہوتی“، جیسے سوالات سوچ کر کم ہمتی کا شکار نہ ہوں۔ خود کی پڑھائی پر وقت لگائیں، دوسروں کے بارے میں سوچنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے احساس کمتری میں زیادتی ہوگی۔ رات رات بھر جاگ کر مطالعہ کرنا اور رٹنا کامیابی کی ضمانت نہیں ہے۔ اسباق کے اہم نکات کو سمجھ کر بڑھنے سے نہ تھکاؤٹ ہوتی ہے اور نہ بھول جانے کا امکان رہتا ہے۔ جو طلباء وقت کی صحیح تقسیم نہیں کر پاتے وہ امتحان کی تیاری میں نقصان اٹھاتے ہیں۔ اگر کوئی طالب علم یکسوئی و دل جمعی سے مطالعہ کا عادی بن جائے تو خوف، ٹینشن، دباؤ اور تناؤ جیسے الفاظ بے معنی ہو جاتے ہیں۔ پڑھائی اور صرف پڑھائی، یکسوئی اور تسلسل سے پڑھائی ہی امتحان میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ امتحان میں کامیابی کا کوئی شارٹ کٹ نہیں ہے۔ اس خیال کو دل سے نکال دینا چاہئے کہ تیاری کے لیے بہت کم وقت بچا ہے۔ بلکہ یہ سوچیں کہ اس بچے ہوئے وقت میں اور کتنے کام کیے جاسکتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ امتحان کے دنوں میں گھبراہٹ، بے چینی، غصہ اور جھلاہٹ ساتھ نہیں چھوڑتے، گھر والوں سے کنارہ کشی، ساتھیوں سے لاتعلقی، ارد گرد کے حالات سے لا پرواہی، ہر وقت امتحان کی فکر یا امتیازی نمبروں سے کامیاب ہونے کا جنون صحت و نفسیات پر غلط اثر ڈالتا ہے۔

میں ناامیدی اور احساس کمتری کے شکار طلباء کو مشورہ دوں گا کہ اگر وہ ہدف

دسویں اور بارہویں کے لئے بورڈ کے امتحانات کا اعلان ہو چکا ہے اور بعض صوبوں میں امتحانات جاری ہیں۔ امتحان، تعلیمی زندگی کی اگلی منزل پر قدم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ امتحان مشکل بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات ذہنی تناؤ سے بھرا ہوا بھی۔ سنجیدہ، میانہ رو اور تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے طلباء آسانی سے ان مشکلات پر قابو پالیتے ہیں مگر تعلیم کے علاوہ دوسری سرگرمیوں میں حصہ لینے والے طلباء اکزام فیور (امتحان کا بخار) یا ذہنی تناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چند ہی دنوں میں پورے سال کا کورس پڑھ لینے کی ہوڑ میں صحت خراب کر لیتے ہیں۔ راتوں کو جاگ کر پڑھائی کرنے کے لیے گولیاں استعمال کرتے ہیں۔ اکزام فیور کی وجہ سے انہیں پیٹ درد، سردی، ڈپریشن، بھوک کا فقدان، بے خوابی اور دوسری طرح کی بے آرامی پیدا ہو جاتی ہے جو دراصل جسمانی بیماری نہیں بلکہ نفسیاتی مرض ہے۔ والدین، بچوں کی خرابی صحت، ذہنی تناؤ، اور بے چینی سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ ان میں کوئی کسی فقیر سے دعا تعویذ کراتا ہے، کوئی دم کیا ہوا پانی پلاتا ہے۔ کوئی کسی بزرگ کا دست شفقت سر پر پھیرواتا ہے۔ کوئی اوپر ہی سایہ سمجھ کر عالموں کے یہاں چکر لگاتا ہے۔ لیکن حقیقی مرض کے اسباب اور اس کی تشخیص سے قاصر رہتا ہے۔

آج طلباء کی ایک کثیر تعداد تعلیمی پس ماندگی کا شکار ہے۔ امتحان میں کمتری خراب مظاہرے کے باعث کچھ طلباء کو حاشیہ پر رکھ دیا جاتا ہے اور ان کو کُند ذہن، غبی، احمق اور نالائق جیسے خطابات سے نوازا جاتا ہے۔ ان تمنعات سے وہ اور بھی پھسڈی پن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ امتحان میں طلباء کی ناکامی یا معمولی خامی کی وجہ سے والدین، گارجین، اہل خاندان یا اساتذہ ایسے طلباء کی دیگر صلاحیتوں کو نظر انداز کرنے لگتے ہیں۔ جس کے ردعمل میں وہ اپنے آپ کو زندگی کے تمام میدانوں میں کمتر اور ادنیٰ محسوس کرنے لگتے ہیں۔

طلباء کے خراب تعلیمی مظاہرے کے اسباب کا جائزہ لیے بغیر اساتذہ اور والدین یا گارجین کا منفی ردعمل ایسے طلباء کے لیے زہر قاتل ثابت ہوتا ہے۔ اس مقابلہ آرائی کے دور میں ہماری تعلیم گاہوں کے اساتذہ اور والدین تعلیمی وسائل سے کلی یا جزوی طور پر ناواقف ہوتے ہیں یا پھر اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں یا پھر مناسب انداز میں نمٹنے کے طریقوں سے آگاہ نہیں ہوتے۔ اگر اس مسئلہ کو فوری حل نہیں کیا جاتا تو طلباء ذہنی دباؤ، تناؤ اور جارحانہ تیور کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ امتحان کے دنوں میں طلباء پر ذہنی دباؤ بنا رہتا ہے۔ اس پر امتحان میں اچھا کر لینے کا بوجھ رہتا ہے۔ والدین کی امیدوں پر پورا اترنے اور آئندہ کسی اچھے کالج میں داخل ہونے کے خواب کا تناؤ بھی رہتا ہے۔

یعنی یہ کہ ایک گھنٹہ میں کس مضمون کا کتنا سبق پڑھنا ہے۔ پڑھے ہوئے اسباق پر نظر ثانی بھی لازمی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کتنے اسباق پورے ہو گئے اور اب کتنے باقی رہ گئے۔ اتفاق سے کسی ایک مضمون پر زیادہ وقت صرف ہو گیا ہو تو اگلے دن سے شیڈول میں مناسب تبدیلی کر لینی چاہئے۔ طالب علم کو اپنے وقت کی پلاننگ دور اندیشی سے کرنی چاہئے۔ امتحان کے زمانہ میں سونے اور جاگنے کا وقت متعین ہے یا نہیں؟ سیر و تفریح کے لیے وقت نکالنا یا نہیں؟ عبادت اور فرائض میں کتنا وقت صرف کیا؟ کتنا وقت گھر والوں اور بھائی بہنوں کے ساتھ گزارا؟

ایک طالب علم کو روزانہ کی نظام زندگی میں وقت اور پیسہ برباد کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ بیڑی، سگریٹ، گلکھا، پان اور دوسری نشہ آور چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔ جو طلباء وقت کی صحیح تقسیم نہیں کر پاتے وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ امتحان کی تیاری کے دوران لگاتار پڑھائی بھی مضر ہے۔ بعض طلباء پڑھائی کے دوران لگاتار نیند آنے کی شکایت کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پڑھائی کے تناؤ سے ایسا طالب علم یہ فیصلہ کرنے میں قاصر رہتا ہے کہ پہلے کون سا مضمون پڑھیں۔ اس مضمون کے پڑھنے وقت سے دوسرے مضمون میں اپنی کمزوری کا خیال آجاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ پہلے مضمون کو چھوڑ کر دوسرے اور تیسرے مضمون پر توجہ مرکوز کرنے لگتا ہے۔ اسی تذبذب میں وہ کسی بھی مضمون پر یکسوئی برقرار نہیں رکھ سکتا۔ اس پرستی طاری ہو جاتی ہے۔ دماغی اعصاب فعال نہیں رہتے اور نیند کا خمار چڑھنے لگتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ طالب علم اپنی پڑھائی، آرام، ترتیب وار مضامین کے مطالعہ، ہلکی پھلکی ورزش کا ایک روزہ ٹائم ٹیبل بنالے۔ انہی کتابوں کا مطالعہ کرے جو شامل نصاب ہیں۔ غیر درسی کتابوں کے مطالعہ سے اشتباہ اور تذبذب پیدا ہوتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ امتحان گاہ میں کاپی کے زیادہ اوراق بھرنا کمال نہیں ہے، کمال یہ ہے کہ جواب کے نکات کو بہتر طریقے سے لکھا جائے۔ اس کی تشریح مناسب انداز سے کی جائے تاکہ جواب طویل بھی نہ ہو اور امتحان با معنی اور کمال صفائی والے جواب سے مطمئن ہو جائے۔

ماہر اساتذہ بتاتے ہیں کہ امتحانات پاس کرنے کے لیے مشق سے بہتر کوئی متبادل نہیں ہے۔ اس لیے کورس کی کتابوں سے سبھی طرح کے سوالات حل کرنے چاہیں۔ گذشتہ سالوں کے سوالات بھی حل کرنے کی مشق کرنی چاہئے۔ امتحانات میں جوابات لکھتے وقت تیز تیز لکھنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ دیئے گئے وقت تک سارے سوالات حل کر لیے جائیں بہت سے طلباء جوابات لکھتے وقت اچھی تحریر پر زیادہ دھیان دیتے ہیں جس کے نتیجے میں سارے سوالات مقررہ وقت میں حل نہیں ہو پاتے۔

طلباء کو چاہئے کہ امتحان شروع ہونے سے 30 منٹ پہلے امتحان سنٹر پر پہنچ جائیں۔ اپنا ڈمیٹ کارڈ، فوٹو شناختی کارڈ اور ضروری اسٹیشنری (قلم، پینسل، ربر اور دوسرے لوازمات) ساتھ لے جانا نہ بھولیں۔

بعض اوقات انگلش میں مضمون لکھنے کے لیے الفاظ کی تعداد کا تعین کر دیا جاتا

سے پیچھے رہ گئے ہوں اور امیدیں ٹوٹ رہی ہوں تو ہمت ہارنے کے بجائے اللہ کو یاد کریں۔ ایمانی طاقت، ان کو توانائی اور سکون عطا کرے گا اور مقصد کے حصول میں آسانی ہوگی۔ ایسے طلباء کو مندرجہ ذیل نکات پر خصوصی دھیان دینا چاہئے اور میدان عمل میں ان پر سختی سے کاربند رہنا چاہئے: (۱) وقت کی منصوبہ بندی (۲) مشق کی ضرورت (۳) اور امتحان کی مناسب حکمت علمی

۱- وقت قیمتی چیز ہے۔ ایک طالب علم کو اپنے وقت کی منصوبہ بندی دور اندیشی سے کرنی چاہئے۔ اسے کتنا وقت، کس مضمون میں صرف کرنا چاہئے۔ جو مضمون قدرے مشکل ہے اس میں زیادہ وقت صرف کرنا مناسب رہتا ہے۔ اگرچہ تمام مضامین، امتحان کی تیاری کے وقت یکساں وزن رکھتے ہیں۔ سب کی تیاری ضروری ہے۔ مگر بعض مضامین زیادہ دشوار ہوتے ہیں۔ اس لیے ان پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض مضامین زیادہ اسکور بنگ ہوتے ہیں ان پر بھی خاص توجہ درکار ہوتی ہے۔

یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک طالب علم اپنے لیے روزانہ کا شیڈول بناتا ہے لیکن وہ اتنا ٹائٹ اور تنگ ہوتا ہے کہ وہ خود ہی چند دنوں کے بعد اس سے دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے امتحان کی تیاری کے لیے حقیقت پسندانہ ٹائم پلاننگ ہونی چاہئے۔ طالب علم کو سوچنا چاہئے کہ ان کا دماغ کس وقت سب سے بہتر کام کرتا ہے۔ کس وقت زیادہ پرسکون رہتا ہے۔ صبح، دوپہر یا رات کے وقت۔ اسی کے مطابق پڑھائی کی پلاننگ کرنی چاہئے۔ اگر وہ کسی دشوار مضمون کی پڑھائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو رات دس بجے کے بعد پڑھائی کرنے کا مشورہ نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ دیر گئے رات تک شب بیداری کرنی پڑسکتی ہے جو صحت کے لیے مضر ہے۔ بہتر ہوگا کہ ایسے وقت میں کم دشوار مضامین کا مطالعہ کیا جائے۔ اس وقت یادداشت کے نکتوں کو منظم کرنے یا آنے والے دن کے کاموں اور مطالعہ کے اسباق کو منضبط کرنے میں صرف کیا جائے۔ بہر حال یہ ضروری ہے کہ روزانہ کے ٹائم شیڈول میں پڑھائی کے لیے ایک خاص وقت متعین کر لیا جائے۔ ایسا کرنے سے پڑھائی کی عادت بن جائے گی۔ مطالعہ کرنے میں دل لگے گا اور مطالعہ کے رجحان میں دن بدن تیزی آئے گی۔

ایک اور اہم نکتہ یاد رکھنا چاہئے کہ پڑھائی سے پہلے ترجیحات کی بنیاد پر اپنے اسباق اور کاموں کی فہرست بنانی چاہئے۔ اہم کاموں کو مقدم رکھنا بہتر ہوگا۔ ماہرین تعلیم فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہر فرد کے وقت کی منصوبہ بندی کا طریقہ الگ الگ ہے لیکن کاموں اور مطالعہ کے اوقات کو مندرجہ ذیل طریقے سے تقسیم کیا جاسکتا ہے جو تجربہ میں زیادہ مفید ثابت ہوا ہے:

(۱) ضروری اور اہم (۲) ضروری مگر غیر اہم (۳) غیر ضروری مگر اہم اور (۴) غیر ضروری اور غیر اہم

جس وقت آپ خالی الذہن ہوں اور دماغ پرسکون ہو اس وقت مشکل اسباق اور دشوار مضامین کا مطالعہ مفید رہے گا۔ ایسے وقت میں اسباق پر گرفت مضبوط ہوتی ہے۔ امتحان کی تیاری کے لیے ہر مضمون اور ہر گھنٹہ کا ایک ہدف بنانا مفید رہتا ہے۔

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی اپیل

دہلی: یکم اپریل ۲۰۲۲ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مرکزی اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی، دہلی سے جاری ایک اخباری بیان میں عوام و خواص سے اپیل کی گئی ہے کہ کل مورخہ ۲۹ شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ، مطابق ۲ اپریل ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ ماہ رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ کا چاند دیکھنے کا اہتمام کریں اور براہ کرم مصدقہ رویت کی اطلاع بلا تاخیر مرکزی اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو فون نمبر 011-23273407 پر دینا نہ بھولیں۔ نیز مرکزی اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی دہلی کے اعلان رویت یا عدم رویت کے اعلان کے بعد ہی مقامی طور پر وائس ایپ و دیگر ذرائع سے اعلان کریں اور امت و جماعت کو انتشار سے بچائیں۔ افراد ملت خصوصاً احباب جماعت اس جانب حتی الامکان توجہ مبذول کریں اور اس سلسلے میں عجلت سے کام نہ لیں۔ ملی تنظیمیں اعلان سے قبل ایک دوسرے سے مشورہ کریں تاکہ امت و ملت کسی طرح کے انتشار و خرنشے میں مبتلا نہ ہو۔ الحمد للہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اس حوالے سے بھی بھرپور کردار ادا کرتی ہے۔

رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ کا چاند نظر آگیا

دہلی: ۲ اپریل ۲۰۲۲ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مرکزی اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی دہلی سے جاری اخباری بیان کے مطابق آج مورخہ ۲۹ شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۲ اپریل ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب بمقام اہل حدیث کمپلیکس، ابو الفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی میں مرکزی اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی دہلی کی ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی اور رویت ہلال ماہ رمضان کے سلسلے میں حسب سابق ملک کے اکثر صوبوں کے ذمہ داروں اور ملی تنظیموں سے بذریعہ فون رابطے کیے گئے جس میں کئی صوبہ سے رویت ہلال کی مصدقہ و مستند خبر موصول ہوئی۔ بنا بریں مرکزی اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی دہلی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل مورخہ ۳ اپریل ۲۰۲۲ء، بروز اتوار، رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ کی پہلی تاریخ ہوگی۔ ان شاء اللہ

☆☆☆

ہے۔ اگر الفاظ کی تعداد کچھ زیادہ بھی ہو جائے تو نمبر نہیں کٹتے، لیکن الفاظ کے چھ Spellings کی غلطیوں پر مارکس کٹ جاتے ہیں۔

ایک سوال کا جواب ایک جگہ اور ایک ساتھ لکھنا چاہئے۔ یہ بہت ضروری ہے جو بات لکھتے وقت سوالات کے سیریل آرڈر والے نمبر کو نقل کرنا چاہئے۔ یعنی اگر امتحان دینے والا سوال نمبر 5 کا جواب لکھ رہا ہے تو کاپی پر 5 ہی لکھنا چاہئے۔ کبھی کبھی طالب علم، امتحان کی گھبراہٹ میں اپنے جواب کی ترتیب سے جواب نمبر ایک لکھ دیتا ہے جو کہ غلط ہے۔

امتحانات دینے والے طلباء کے لیے ضروری ہدایات:

۱- ہر چالیس، پچاس منٹ کے مطالعہ کے بعد 5 سے 10 منٹ کا وقفہ لے لیں۔
۲- امتحان کی تیاری کے دنوں میں وقفے وقفے سے آنکھیں دھوئیں
۳- مطالعہ والے کمرہ میں کافی روشنی ہونی چاہئے۔ کم روشنی یا اندھیرے میں مطالعہ کرنا آنکھوں کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔

۴- زیادہ دیر تک پڑھنے والے طلباء کو صلاح دی جاتی ہے کہ وہ مطالعہ کے دوران پلک مارتے رہیں (چھکاتے رہیں)۔ اس سے آنکھوں میں تراوٹ آتی رہتی ہے۔

۵- روزانہ 7-8 گھنٹے کی بھرپور نیند آنکھوں کو تھکاوٹ سے بچاتی ہے۔

۶- کوئیٹ لئس کے استعمال سے قبل اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح دھولیں۔

۷- زیادہ سے زیادہ پانی، لیموں کا پانی، جوس، مٹھا، چھاج، جل جیرا شربت کا استعمال کریں۔ اس سے جسم میں توانائی اور تراوٹ ملتی ہے۔

۹- جسم میں پانی کی کمی سے سستی اور کابلی ہوتی ہے۔ غذا کے انجذاب (Metabolism) کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ بلڈ پریشر گرنے لگتا ہے۔ جسم میں سیال مادوں میں جو توازن ہونا چاہیے وہ بگڑنے لگتا ہے جس کے نتیجے میں ذہنی انتشار، سردرد اور سستی کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

۹- پڑھتے وقت آنکھوں میں کھجلی یا درد ہو اور حروف صاف دکھائی نہ دیتے ہوں تو کسی ماہر چشم سے رابطہ کیجئے۔

۱۰- قوت حافظہ اور ذہانت کی تیزی کے لیے ضروری ہے کہ جسم اور دماغ میں دوران خون تیز ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ سورج کی روشنی میں ہلکی پھلکی ورزش کی جائے۔

۱۱- چھلی، اخروٹ، بادام ذہانت کو تیز کرنے والے میوہ جات ہیں۔

۱۲- دن کا آغاز بھرپور ناشتہ سے کریں۔ بغیر ملائی کے دودھ، دلیہ، گیہوں کے آٹے کا بریڈ، روٹی وغیرہ قوت حافظہ میں تیزی لانے کے لیے مفید ہے۔

۱۳- امتحان دینے والوں کا کمرہ زیادہ سرد اور زیادہ گرم نہیں ہونا چاہئے۔ اس سے بے خوابی کی شکایت پیدا ہوتی ہے۔

۱۴- سویرے سونے اور سویرے جاگنے کی عادت ڈالنی چاہئے بلکہ روزانہ کا معمول ہونا چاہئے۔

۱۵- بے خوابی کی صورت میں سونے سے پہلے گرم دودھ کا ایک پیالہ مفید رہتا ہے۔

جامعہ دارالفرقان للبنات سعیدآباد میں مورخہ 22/مارچ 2022 بروز منگل بمقام جامعہ لکچرس ہال بوقت صبح 9 بجے انجمن نادى الصالحات كاسالانه جلسہ زیرنگرانی فضیلۃ الشیخ طہ سعید خالدمدنی، زیر صدارت عالی جناب محمد عبدالوہید صدر جامعہ منعقد ہوا۔ جس میں مہمانان خصوصی کی حیثیت سے فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالقیوم حفظہ اللہ (نائب امیر جمعیت اہل حدیث ہند)، فضیلۃ الشیخ مظفر الحسن مدنی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ دارالفرقان سعیدآباد)، فضیلۃ الشیخ عبدالرحیم مکی حفظہ اللہ (نائب صدر جامعہ دارالفرقان سعیدآباد) اور فضیلۃ الشیخ شفیق عالم خان جامعہ حفظہ اللہ (امیر جمعیت اہل حدیث حیدرآباد و سکندرآباد) شریک تھے۔ اجلاس میں حکم کے فرائض فضیلۃ الشیخ محمد اسماعیل عمری، فضیلۃ الشیخ رحمت اللہ عمری، محترمہ سلمی بیگم فرقانی اور محترمہ عاصمہ یوسف فرقانی انجام دے رہے تھے۔ یہ اجلاس دو نشستوں پر مشتمل تھا پہلی نشست کا آغاز خدیجہ احسن خلیفہ (عالمیت اول) نے تلاوت قرآن سے

کیا پھر عرشہ بیگم (عالمیت اول) نے حمد باری تعالیٰ دلنشین آواز میں پیش کی اسکے بعد بصری خانم (فضیلت دوم) نے نعت نبی مکرم ﷺ پیش کیا۔ اس کے بعد بالترتیب (مریم محمد شمس، سدرہ اکبر، عطیہ ربی شریف، حفصہ عبدالحفیظ، حنان مصطفیٰ، ثناء جبین، نزهہ عمر، حمیراء فاطمہ، سامیہ ہاشمی، نجمہ بیگم، عائشہ بیگم عبدالحمید، شائمہ فاطمہ اور شریفہ لمعہ) نے مظاہرہ پیش کیا۔ دوسری نشست کا آغاز حفصہ عبدالحفیظ (شعبہ حفظ) نے تلاوت قرآن سے کیا پھر اسکے بعد فاطمہ سندس (ڈپلومہ اول) نے نظم پیش کر کے یہ پیغام دیا کہ قرآن ساری انسانیت کے لیے کتاب ہدایت ہے اس کے بعد رحمہ صدف، نورین سلطانی، مدیحہ حسن، سدیدہ کوثر، ماریہ فاطمہ، رقیہ عبدالحفیظ، مریم احسن خلیفہ، عائکہ کوثر، اصفیہ فاروق، نجمہ بیگم اور رقیہ الوداعی ترانہ پڑھا۔ اس کے بعد تاثرات پیش کرنے کا سلسلہ شروع ہوا جس میں فضیلۃ الشیخ مظفر الحسن مدنی نے اپنے تاثرات پیش کرتے ہوئے کہا کہ ماشاء اللہ طالبات نے اچھی تیاری کر کے قراءت، نظم اور تقاریر پیش کیں۔ فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالقیوم نے طالبات کے مظاہرے سے متاثر ہو کر فرمایا ماشاء اللہ یہ اساتذہ کی اچھی تعلیم و تربیت کا ثمرہ ہے۔ فضیلۃ الشیخ رحمت اللہ عمری نے اپنے تاثرات پیش کرتے ہوئے کہا کہ طالبات نے اپنی

تقاریر میں بہترین عنایں کو اختیار کیا، فضیلۃ الشیخ محمد اسماعیل عمری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ماشاء اللہ طالبات کا مظاہرہ بہترین رہا۔ اللہ تعالیٰ اساتذہ کرام کی کوششوں کو قبول فرمائے، فضیلۃ الشیخ شفیق عالم خان جامعہ نے طالبات کے مظاہرے کو سراہا، فضیلۃ الشیخ عبدالرحیم مکی نے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ طالبات نے بہترین انداز میں تقاریریں پیش کیں اس بناء پر آپ قابل مبارک باد ہیں اور آپ کے اساتذہ و معلمات بھی قابل مبارک باد ہیں جنہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت میں بڑی جت و محنت کے ساتھ اپنا کردار ادا کیا۔ معتمد جامعہ محمد عبدالرافع صدیقی نے کہا کہ علم دین کو اسی طرح جتو اور لگن سے حاصل کرو کیونکہ ایک لڑکی کا نور علم سے بہرور ہونا کئی خاندانوں کی ہدایت کا سبب بن سکتا ہے اس کے بعد صدر جلسہ جناب محمد عبدالوہید صدر جامعہ نے صدارتی کلمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ طالبات علم کے ساتھ عمل صالح کو اختیار کرتے ہوئے دعوت دین کا فریضہ انجام دیں ماشاء اللہ طالبات نے اچھے انداز میں تقاریر پیش کیں۔ اس کے بعد انعامات تقسیم کئے گئے

تفصیلات درج ذیل ہیں: قراءت: (اول۔ رحمہ صدف (ڈ۔ ۲)۔ فاطمہ سندس (ڈ۔ ۱)۔ سوم۔ مریم شمس (ڈ۔ ۱)، نظم: (اول۔ سمیہ عبدالحفیظ (ڈ۔ ۲)۔ دوم۔ فاطمہ سندس (ڈ۔ ۱)۔ سوم۔ عرشہ بیگم (ع۔ ۱)، ترانہ: (اول۔ نجمہ اور رقیہ (ف۔ ۲)۔ بقیہ تمام مشارکات کو شعبی انعامات دیئے گئے)، نظامت: (۱۔ رقیہ عبدالحفیظ، ۲۔ ماریہ و نجمہ مشترکہ فضیلت دوم)، اُردو تقاریر۔ فضیلت اور عالمیت: (اول۔ سدیدہ کوثر (ع۔ ۲)، دوم۔ مریم احسن (ف۔ ۲)، سوم۔ رقیہ عبدالحفیظ (ف۔ ۲)، اُردو تقاریر۔ شرعی ڈپلومہ، اعدادیہ، اسپیشل، ابتدائی: (اول۔ مدیحہ حسن (ڈ۔ ۲)، دوم۔ عائشہ صدیقہ (ڈ۔ ۱)، سوم۔ سمیہ عبدالحفیظ (ڈ۔ ۲)، عربی تقاریر: (اول۔ عائکہ کوثر (ف۔ ۱)، دوم۔ عرشہ بیگم (ع۔ ۱)، سوم۔ نجمہ بیگم (ف۔ ۲)، انگریزی تقاریر: (اول۔ عمرہ یاسر (ف۔ ۲)، دوم۔ خدیجہ احسن (ع۔ ۱)، سوم۔ ثناء جبین (ع۔ ۲)، تملگو تقاریر: (اول۔ ماریہ فاطمہ (ف۔ ۲)۔ دوم۔ ثانیہ تبسم (ع۔ ۲)۔ آخر میں نگران انجمن صدیق انصر محمدی کی ہدیہ تشکر کے ساتھ جلسہ کا اختتام عمل میں آیا۔ (رپورٹ: محمد عبدالرافع صدیقی، معتمد جامعہ دارالفرقان للبنات سعیدآباد حیدرآباد)

☆☆☆

اعلان داخلہ

المعهد العالي للتخصص في الدراسات الاسلامية

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائٹی دہلی میں قائم اعلیٰ تعلیمی و تربیتی ادارہ

”المعهد العالي للتخصص في الدراسات الاسلامية“

میں نئے تعلیمی کلینڈر (۲۰۲۲-۲۰۲۳) کے مطابق امسال نئے سیشن کے لئے

۱۴/ مئی ۲۰۲۲ء مطابق ۱۲/ شوال المکرم ۱۴۴۳ھ بروز ہفتہ تا ۱۶/ مئی ۲۰۲۲ء

مطابق ۱۴/ شوال المکرم ۱۴۴۳ھ بروز پیر داخلہ لیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

شرائط داخلہ:

- امیدوار کسی معتبر سلفی ادارہ سے فارغ التحصیل ہو۔ • دین کی خدمت اور دعوت کا جذبہ فراواں رکھتا ہو۔ • آخری سال میں امتیازی نمبرات حاصل کیے ہوں۔ • فراغت پر دو سال سے زیادہ کی مدت نہ گزری ہو۔ • جس ادارہ سے فارغ ہو اس سے امیدوار کے حسن السیرۃ والسلوک پر کم از کم دو اساتذہ کی تصدیق ہو۔ • اسلامی وضع قطع کا پابند ہو۔ • ایکشن آئی کارڈ یا آدھار کارڈ یافتہ ہو۔ • مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کسی ذیلی جمعیت کی طرف سے سفارش کی گئی ہو۔ • تحریری و تقریری امتحان میں کامیابی کے بعد ہی داخلہ لیا جائے گا۔ داخلہ کے لیے اصل اسناد پیش کرنا ضروری ہے۔

خصوصیات:

- خوشگوار ماحول میں عمدہ تعلیم۔ • دعوت و افتاء کی عملی مشق۔ • مقالات و محوٹ لکھنے کی تربیت۔ • انگریزی اور کمپیوٹر کی تعلیم کا معقول بندوبست۔ • علیحدہ کشادہ کمپیوٹر لیب۔ • ماہر اساتذہ کی ایک ٹیم۔ • وقتاً فوقتاً جدید موضوعات پر ماہرین کے توسیعی خطبات۔ • ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ۔ • بہترین رہائشی انتظامات۔ • ڈائننگ ہال میں کھانے کا نظم۔ • مطالعہ کے لیے لائبریری جس میں مصادر و مراجع کی کتابیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ • کھیل کود کے لیے وسیع میدان۔

درخواست موصول ہونے کی آخری تاریخ: ۷/ مئی ۲۰۲۲ء

اپنی درخواست مع تصدیقات و نقول اسناد درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

”المعهد العالي للتخصص في الدراسات الاسلامية“

اہل حدیث کمپلیکس، ڈی-۲۵۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۲۵

فون نمبر:- 011-26946205, 23273407, موبائل: 9213172981, 09560841844

شعبہ تعلیم و تربیت:

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

رمضان المبارک کے موقع پر اپنے صدقات و خیرات کا ایک حصہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

کو دینا نہ بھولیں

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ہندوستان میں اہل حدیثوں کا نمائندہ پلیٹ فارم ہے، جو اپنے اہداف و مقاصد کی روشنی میں منصوبوں اور عزام کی تکمیل میں کوشاں ہے۔ اس کی دعوتی و تبلیغی، تعلیمی و تربیتی، علمی و تحقیقی، تحریری و صحافتی اور فائنی و سماجی خدمات کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے۔ سیمیناروں، کانفرنسوں اور مسابقوں کا انعقاد، مختلف زبانوں میں جرائد و رسائل کی طباعت، تفسیر، حدیث نیز اہم ترین دینی و تربیتی اور نصابی کتابوں کی اشاعت کا کام پابندی سے ہو رہا ہے۔ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی کے عظیم تعمیراتی پروجیکٹ کی دوسری منزل اور اہل حدیث منزل واقع علاقہ جامع مسجد دہلی کی چوتھی منزل کی تسکین (چھت کی ڈھلائی) کا کام ہوا چاہتا ہے۔ جن کی وجہ سے جمعیت کے مصارف بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اور یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد اہل خیر حضرات اور محسنین و مخلصین کے تعاون سے ہی انجام پارہے ہیں۔ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں، پھر اپنے محسنین و مخلصین کے بھی، جنہوں نے کسی نہ کسی ناچہ سے مرکزی جمعیت کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیا ہے اور اس کے منصوبوں کی تکمیل میں آج بھی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ماہ صیام کی آمد آمد ہے۔ اس مبارک موقع پر تمام اہل خیر محسنین و مخلصین سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ مرکزی جمعیت کے تمام شعبوں کی فعالیت کو برقرار رکھنے اور تعمیراتی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لیے جمعیت کے ذمہ داروں اور کارکنوں کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اگر ان میں سے کوئی آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو اپنا تعاون براہ کرم مرکزی جمعیت کے دفتر کو ارسال فرمائیں۔ اللہ آپ کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

ڈرافت یا چیک صرف "Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind" کے نام سے ہی بنائیں۔

A/c No.629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk Branch
(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

منجانب: اراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند